حضرت صدر العلماء عارف باللہ مولینا الحافظ محمد انوار اللہ فاروقی

بانیِ جامعہ نظامیہ



حضرت شیخ الاسلام بانئ جامعہ نظامیہ

حیات وتعلیمات

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند
Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)
Website: www.ziaislamic.com
Email:zia.islamic@yahoo.co.in

...... جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ......

نام کتاب	:	حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ' حیات وتعلیمات
تالیف	:	مفتی سید ضیاءالدین نقشبندی، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	جمادی الاولی 1433ھ،م اپریل 2012ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	40 روپے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040:4469996
کتابت	:	محمد عبدالقدیر قادری کامل الفقہ جامعہ نظامیہ، حافظ احمد محی الدین رفیع نقشبندی، کامل الفقہ جامعہ نظامیہ
پروف ریڈنگ	:	مولانا حافظ سید واحد علی قادری صاحب، مولانا حافظ سید احمد غوری صاحب، مولانا محمد افسر الدین قادری صاحب
ملنے کے پتے	:	جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن

- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ابوالبرکات عطریات، روبرو نقشبندی چمن، مصری گنج، حیدرآباد
- مکتبہ فیضان ابوالحسنات، مصری گنج، حیدرآباد
- عرش موبائیل سنٹر، انصاری روڈ، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ، تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین ، وعلی آلہ الطیبین الطاھرین ، واصحابہ الاکرمین اجمعین ، وعلی من احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین .

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار بنا کر اس چار دانگ عالم میں جلوہ گر فرمایا ،آپ ہی کی مبارک ہستی کو ختم نبوت کا تاج پہنایا ،اب کوئی نبی ورسول آنے والے نہیں ، آپ ہی کی رسالت ونبوت قائم رہے گی ،اللہ تعالیٰ دین اسلام کی تبلیغ وتجدید کے لئے ،احکام دین کو پھیلانے اور سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت میں ایسے علماء ربانیین وداعیان اسلام ،مجددینِ عصر وفقہاء اعلام پیدا فرماتا رہا جنہوں نے اسلامی تعلیمات عام کیں ،اس نے ایسے نفوس قدسیہ کو توفیق خیر بخشی جو تبلیغ اسلام اور اشاعتِ دین کی راہ میں نہ بادشاہ سے ڈرتے ہیں نہ لشکر وسپاہ سے ،کوئی مادی طاقت ان کے عزم مصمم کو نہیں بدل سکتی ،انہیں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رہتا۔

ایسے ہی پاکباز بندوں سے متعلق رب العالمین اپنے کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ	یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں
وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا	اوراس سے ڈرتے ہیں اوراللہ کے سوا کسی سے
إِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا o	نہیں ڈرتے اوراللہ حساب لینے والا کافی ہے۔
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ	حضرت محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہارے
رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ	مردوں میں سے کسی کے والدنہیں ، بلکہ وہ اللہ
وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ	کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا.	چیز کوخوب جاننے والا ہے۔

(سورۃ الاحزاب:40/39)

ان دوآیات شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظمت ورفعت بیان فرمائی کہ آپ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں اوراپنے محبوب بندوں کا بھی ذکر فرمایا،ان کے جذبۂ ایمانی اوردینی حمیت کوآشکارفرمایااوران کی تبلیغی فکرکواجاگرفرمایا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پیغام کو بندوں تک بخوبی پہنچایاکرتے ہیں، پیغام الٰہی عام کرنے سے متعلق کوئی چیزان کے لئے رکاوٹ نہیں بنتی۔

۞ شیخ الاسلام ایک ہمہ گیرشخصیت ۞

اِن مبارک ہستیوں میں امام اہل سنت‘ مجددِدین وملت ،حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام ابوالبرکات حافظ محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک عظیم شخصیت ہے۔

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کوعلم وفضل ،تقوی وورع کی

ساری فضیلتیں حاصل تھیں، آپ خداداد ذہانت وعلمی لیاقت کے مالک اور فراست ایمانی وبصیرت روحانی سے سرفراز تھے، اللہ تعالی نے آپ کو ظاہر و باطن کا بحر ذخار اور بے شمار کمالات کا جامع بنایا، آپ علوم شریعت کے امام وپیشوا اور معارفِ طریقت کے رہنما ومقتدا ہیں، ایک عظیم داعیٔ حق ہونے کے ساتھ ساتھ علم کلام کے ماہر واصولی ،تفسیر' حدیث اور فقہ میں ممتاز ونمایاں مقام رکھتے تھے۔حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی مبارک زندگی دین اسلام کے لئے وقف کردی اور تمام علوم وکمالات سے قوم وملت کی صلاح وفلاح ، رشد وہدایت کا اہم ترین فریضہ انجام دیا۔

درحقیقت آپ آسمان علم وعرفاں پر ایک آفتاب بن کر چمکے ؛جس کی تابندگی سے سارا ہندوستان بالخصوص دکن کا علاقہ منور ہوگیااور آپ کی تابشیں ہندوستان کے شرق وغرق کو درخشاں کرتے ہوئے عالم میں ہرسُو پھیل گئیں،آپ کی صحبت بافیض اور تربیت سے کئی افراد؛ علماء وصوفیہ اور محدثین وفقہاء بنے، شاہان وقت نے آپ کے سامنے زانوے ادب طے کیا۔

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے کتاب وسنت کے دلائل سے معمور اپنی تالیفات اورعشق ومحبت سے بھرپور تحریرات کے ذریعے امت مسلمہ کو مسلک اہل سنت پر ثبات واستقامت کا درس دیا، گمراہ فرقوں کی ریشہ دوانیوں سے عوام کو آگاہ کیااوران کے اعتراضات کا ہرآئینہ دنداں شکن جواب دیا، بنابریں دنیائے علم وفن میں آپ کی تصانیف کو غیر معمولی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے علم دین کی اشاعت کے لئے ایک عظیم دینی ادارہ جامعہ نظامیہ اور غیر معمولی نوعیت کا تحقیقی ادارہ دائرۃ المعارف العثمانیہ قائم فرمایا، اور متعدد سرگرم انجمنوں اور کمیٹیوں کو تشکیل دیا، آپ سلطنت آصفیہ میں ناظم امور مذہبی وصدر الصدور صوبجات دکن کے عہدہ پر فائز رہے اور معاشرہ کو صالح وپاکیزہ بنانے میں اپنی بے پایاں کوششیں صرف کیں، اس سلسلہ میں آپ نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور ایک عظیم مدبر، مصلح امت اور مجدد دین کی حیثیت سے ملک وملت کی ہر جہت وہر زاویہ سے اصلاح فرمائی۔

الغرض حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ ایسے مصلح قوم وملت ہیں، جن کی علمی وادبی، تحقیقی وتصنیفی، قومی وملی، سماجی وسیاسی اور تربیتی واصلاحی خدمات اور تجدیدی کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، آپ کی گراں مایہ خدمات ہر شخص پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں، بطور خاص دکن کا ذرہ ذرہ آپ کی ان گراں بہا تجدیدی خدمات پر شاہد عدل بھی ہے اور مرہون منت بھی۔

حضرت مولنا مفتی محمد عبد الحمید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ ورکن تاسیسی مسلم پرسنل لاء بورڈ نے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تالیف مقاصد الاسلام حصہ اول کے مقدمہ میں آپ کی شخصیت سے متعلق اور آپ کی دور اندیشی ونبض شناسی کی نسبت نہایت جامع تحریر سپرد قرطاس کی ہے:

......انہی مردان خدا ومقربین بارگاہ میں حقائق آگاہ معارف دستگاہ عارف باللہ شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ ہیں جنہیں پروردگار عالم نے علم

وفضل میں یکتائے روزگار‘شریعت وطریقت میں مقتدائے زمانہ بناکر دین متین کی خدمت کے لئے منتخب فرمایا،آپ نے ایسے وقت مجاہدانہ اقدام فرمایا جبکہ دانایان فرنگ نے ہندوستان پر اپنا اقتدار وتسلط پائیدار بنانے کے لئے نہایت پرتزویرتدابیر سے اہل اسلام خصوصًا اہل ہند کو مذہب حق سے ہٹانے اور تعلیمات اسلامی سے بےخبر رکھنے کیلئے بعض اہل علم واہل قلم کو اپنا ہمنوا بنالیا تھا،اس کے علاوہ بعض آزادطبائع احکام اسلام کے خلاف اپنا زورقلم دکھارہے تھے اور عقلی دلائل کے نام سے مسائل کی غلط تاویلات بلکہ تحریفات کا سلسلہ شروع کر چکے تھے۔ یہ صورتِ حال عام مسلمانوں کے لئے نہایت مہلک وخطرناک تھی،اس پُرآشوب ماحول میں حق کو واضح کرنا اور عام مسلمانوں کو بے راہ روی سے بچانا ضروری تھا۔حضرت شیخ الاسلام کی حرارت دینی احساس ملی اوررگ فاروقی جوش زن ہوئی اور آپ نے ان تمام فرقہائے باطلہ کا کتاب وسنت کے دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ سے رد بلیغ فرمایا اور مسلک اہلسنت وجماعت کی حفاظت وصیانت اورعقائد صحیحہ کی تائیدوحمایت فرمائی۔

(انتہٰی ملخصا مقدمہ مقاصدالاسلام حصہ اول از مفتی محمد عبدالحمیدؒ،سابق شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ)

۞ ولادت سے پہلے پیشنگوئی ۞

کائنات رنگ وبو میں دیکھا جاتا ہے کہ آفتاب کی آمد سے پہلے کلیاں چٹکتی ہیں، شگوفے پھوٹتے ہیں، چڑیاں چہچہاتی ہیں،آبشارے نغمہ سرائی کرتے ہیں یہ سارا ماحول آفتاب کے آمد کی خبر دے رہا ہے،حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت سے پہلے ایسا ہی ہوا،آپ کی والدۂ ماجدہ نہایت پرہیزگار‘عفت شعاروپاکیزہ کردار

خاتون تھیں، حضرت شیخ الاسلام کی ولادت سے قبل کا ایک واقعہ بیان فرماتی ہیں:

''شادی کے بعد ایک عرصہ تک مجھے کوئی اولاد نہیں ہوئی تو میں نے حضرت یتیم شاہ کی خدمت میں بطور تحفہ کچھ میوہ روانہ کیا اور دریافت کروایا کہ آیا مجھے کوئی اولاد ہوگی یا نہیں؟ حضرت یتیم شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا تحفہ قبول کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ جاؤ اور کہدو کہ لڑکا ہوگا اور وہ حافظ قرآن اور محافظ علوم فرقان ہوگا۔ اس کے بعد آثارِ حمل دکھائی دیئے تو میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا۔ (ملخص از: مطلع الانوار، ص12)

اس خواب کی تعبیر اس سے بہتر کیا ہوسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سے سرفراز فرمارہے ہیں کہ آنے والا فرزند کوئی معمولی نہیں ہوگا بلکہ اس فرزند جلیل سے علوم قرآنی کی اشاعت اور دین حنیف کی حفاظت کا بڑا کام لیا جائے گا ونیز اس سے حضرت شیخ الاسلام کے مرتبہ ومقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس خواب کی تعبیر اس طرح ظہور پذیر ہوئی کہ آپ بتاریخ 4/ربیع الثانی 1264ھ ہندوستان کے ایک علاقہ قندھار شریف ضلع ناندیڑ ریاست مہاراشٹرا میں ایک اللہ کے ولی کی دعا بن کر جلوہ گر ہوئے''۔

۞ خاندانی پس منظر ۞

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب والدماجد کی جانب سے اُنچالیس (39) واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے اور والدۂ ماجدہ کے واسطہ سے امام الطریقہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 578ھ) تک پہنچتا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ پدری سلسلہ سے آپ کا خاندان فاروقی ہے، چنانچہ سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فیضان علمی سے آپ کو حظ وافر سرفراز ہوا، آپ کے خاندان میں اولیاء کرام اور مجددین عصر گزرے ہیں اور ایسی عظمت وجلالت کے مالک بزرگ کہ جن کے دور میں ان کے علمی پایہ اور مرتبہ کی کوئی اور شخصیت نہیں تھی۔

افغانستان کے علاقہ سے تشریف لانے والے آپ کے جد کریم حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین فرّخ شاہ کابلی علیہ الرحمہ ہیں، یہ وہ ہستی ہیں جن کی آل میں حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ (متوفی 664ھ) اور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ (متوفی 1034ھ) جیسی جلیل القدر ہستیاں پیدا ہوئیں۔ (ملخص از معارف انوار، ص2)

آپ کے خاندان کے کتنے ایک بزرگ، قضاۃ اور قاضی القضاۃ کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن رہے ہیں، اپنے اپنے دور میں بے شمار علمی واصلاحی کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں۔ اسی کی برکت تھی کہ اللہ جل وعلا نے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کو تمام علوم دینیہ میں تبحر اور علمی گہرائی وگیرائی سے سرفراز فرمایا اور فقہی بصیرت میں ایسا ملکہ عطا فرمایا کہ ہر کوئی آپ کے علم وفضل، رفعت وجلالت کی مدح وثناء میں رطب اللسان ہے۔

۞ اساتذہ والاشان اور اکتساب علم وعرفان ۞

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ نے عمر کے ابتدائی پانچ سال گزارنے کے بعد حضرت سید شاہ بدیع الدین رفاعی قندھاری علیہ الرحمہ کے پاس ناظرہ قرآن کریم شروع کیا، گیارہ سال کی عمر شریف میں حضرت حافظ امجد علی صاحب علیہ الرحمہ کی نگرانی میں (جو ایک نابینا بزرگ تھے) حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی، ابتدائی تعلیم

اور خصوصی تربیت اپنے والد ماجد حضرت قاضی ابومحمد شجاع الدین قندھاری علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور تفسیر، حدیث اور فقہ حضرت فیاض الدین اورنگ آبادی علیہ الرحمہ، حضرت عبدالحلیم فرنگی محلی علیہ الرحمہ، حضرت عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ عبداللہ یمنی علیہ الرحمہ جیسے متبحر علماء کرام سے خصوصی استفادہ کیا اور تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔

پَروردگار عالم نے آپ کو دینی ودنیوی فوقیت وبصیرت سے نوازا، علمی وعرفانی سیادت وقیادت عطا فرمائی اور سماجی ومعاشرتی مصلحت وفراست سے بہرہ ور فرمایا۔

آپ اپنے وقت کے علماء ربانیین کے امام ومقتدیٰ تھے، آپ کو تمام علوم دینیہ شرعیہ، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ وسیرت، منطق، وفلسفہ کلام وعقائد میں کمال براعت اور ید طولیٰ حاصل تھا، باوجود اس تبحر علمی ودینی کے سائنسی وعصری علوم پر بھی آپ کو کافی دسترس تھی۔

۞ شیخ الاسلام کا علمی مقام مشاہیر عرب وعجم کی نظر میں ۞

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی علم وفضل میں بلندی کا ہم کیا اندازہ کرسکتے ہیں، آپ کے اساتذہ اجلہ اور آپ کے پیرومرشد نے بھی آپ کی نسبت تمام ظاہری وباطنی علوم کے جامع ہونے کی گواہی دیتے ہوئے تعریف وتوصیف فرمائی ہے، جو ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے، آپ کے جلیل القدر استاذ حضرت علامہ عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمہ ہیں جو امام فقہ مانے جاتے ہیں جنہوں نے شرح وقایہ وہدایہ پر قیمتی حواشی تحریر کئے ہیں، یہ حواشی ان کی فقاہت کی روشن دلیل ہیں، اور مؤطا امام محمد پر ان کا گراں قدر حاشیہ

علوم حدیث شریف میں ان کے مقام بلند کی گواہی دیتا ہے، نیز وہ منطق وفلسفہ کے بھی امام ہیں، اور مختلف علوم وفنون میں متعدد رسائل وکتب کے مصنف ہیں، انہوں نے اپنے ایک رسالہ **حل المغلق فی بحث المجھول المطلق** میں بایں الفاظ حضرت شیخ الاسلام کا ذکر فرمایا ہے:

الفتھا حین قراء ۃ الذکی	ترجمہ: میں نے یہ رسالہ اس وقت تالیف کیا
المتوقد المولوی الحافظ	جبکہ زیرک وفہیم، روشن دل و دماغ مولوی
محمد انوار اللہ بن المولوی	حافظ محمد انوار اللہ بن مولوی محمد شجاع الدین
شجاع الدین الحیدر آبادی"	حیدرآبادی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔

(مطلع الانوار، ص13)

آپ کے پیرو مرشد شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو اہل اللہ اور خاصان خدا سے ہیں، عاشق رسول اور مقام فنائیت پر فائز تھے، جن کی تمام دنیا میں شہرت ہے، آپ نے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف ''انوار احمدی'' کی تقریظ میں ان القاب سے سرفراز فرمایا: '' حضرت علامۂ زماں وفرید دوراں، عالم باعمل وفاضل بے بدل، جامع علوم ظاہری وباطنی، عارف باللہ مولوی محمد انوار اللہ حنفی چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ''۔

حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے بانی جامعہ نظامیہ کی فارسی کتاب ''انوار التجید فی ادلۃ التوحید'' پر ایک تقریظ میں آپ کی کتاب کی بے حد تعریف وتوصیف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس کتاب میں کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے، مزید فرمایا کہ حقیقت میں "انوار اللہ" طالبان شریعت وطریقت کے لئے کافی ہیں، اور جو ان کے انوار کی

روشنیوں میں راہ سلوک طے کرے گا وہ بہ تائید الٰہی منزل مقصود کو پہنچ جائے گا۔

"حقا کہ طالبان شریعت وطریقت را انوارالله است
ہرکہ درلمعات ایں انوار سالك خواہد شد بتائید الہی
بمنزل مطلوب خواہد رسید۔ (انوار التمجید ،ص140،
مطبوعہ 1341ھ شمس الاسلام پریس،حیدرآباد دکن)

ان بزرگوں نے حضرت شیخ الاسلام سے متعلق جو توصیفی کلمات ارشادفرمائے ہیں: درحقیقت وہ الہامی کلمات ہیں اوران میں اتنی معنویت ہے کہ اگرایک ایک کلمہ کی تشریح کی جائے تو اس کے لئے مستقل ایک ایک مقالہ درکار ہے۔

۞ شیخ الاسلام کا استغناء اور ملازمت سے استعفاء ۞

ازدواجی زندگی سے منسلک ہونے کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال آپ نے سرکاری ملازمت کی ،لیکن خدائے تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہی تھا،آپ کو ملازم بن کر کسی کے ماتحت رہنا نہیں تھا، بلکہ اہل اسلام کی علمی وادبی ،اخلاقی واصلاحی سرپرستی کرنا تھا، حالات کچھ ایسے ہوئے کہ آپ نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا، استعفاء سے متعلق مطلع الانوار میں مذکور ہے:

آپ کا1285ھ محکمہ مالگزاری میں خلاصہ نویسی کی خدمت پر تقرر عمل میں آیا پھر اس خدمت کو آپ نے صرف ڈیڑھ سال انجام دیا یعنی 1287ھ میں ملازمت سے استعفاء دیدیا، ملازمت سے استعفاء پیش کرنے کا واقعہ عجیب وغریب ہے حالانکہ لوگ آج کے دور میں سرکاری ملازمت کو عزت وخوشی کا ذریعہ سمجھتے ہیں حضرت شیخ الاسلام

نے صرف ایک مسئلہ کی وجہ سے ملازمت کو چھوڑ دیا کہ سودی لین دین سے متعلق ایک فائل آپ کی خدمت میں پیش کی گئی تا کہ اس کا خلاصہ لکھیں۔آپ کی غیرت ایمانی تقوی و پرہیز گاری نے اس بات کو گوارا نہیں کیا اور اسی وقت حضرت شیخ الاسلام نے استعفاء لکھ کرافسر بالا کے پاس پیش کر دیا افسر بالا نے استعفاء قبول کرنے میں تأمل کیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ آپ کے پاس ایسا کوئی کام نہیں بھیجا جائے گا۔حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جب تک آپ ہیں یہ رعایت ملے گی لیکن دوسروں سے اس بارے میں کیا توقع کی جاسکتی ہے۔اس کے علاوہ جب ملازمت ہی ٹھہری تو حاکم جو کہے گا ماننا پڑے گا لہٰذا آپ نے فرمایا کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکتا اور ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔(ملخص از: مطلع الانوار،ص14)

اس واقعہ سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ شریعت مطہرہ پر بخوبی عمل پیرا تھے،شبہات سے نہایت درجہ احتیاط کرتے تھے،وہیں یہ حقیقت بھی کھلتی ہے کہ حالات اور اسباب کے قطع نظر آپ پروردگار عالم پر پورا بھروسہ اور کامل توکل رکھتے تھے،سرکاری ملازمت سے دستبردار ہونے کے بعد لوگ آپ کو دوبارہ ملازمت سے وابستہ ہونے کے لئے مشورے دینے لگے،حضرت شیخ الاسلام نے ان مشوروں کو قبول نہیں فرمایا اور علوم دینیہ کی تعلیم وتدریس میں ہمہ تن مشغول ومنہمک ہوگئے،چنانچہ آپ نے اپنی ساری توانائیاں اسی طرف مرکوز فرمادیں،علم دین کے پیاسے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور علم ومعرفت کے سمندر سے سیراب ہوتے۔

۞ شاہان وقت کی تعلیم وتربیت ۞

بہت جلد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی بہتر تدریس اور عمدہ تربیت کا شہرہ ہوگیا اور آپ کو سلطنت آصفیہ کے چھٹے فرمانروا نواب میر محبوب علی خان کی تعلیم وتربیت کے لئے منتخب کیا گیا، جب حضرت شیخ الاسلام نے شاہی فرمان ملاحظہ فرمایا تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ قومی خدمت بادشاہوں کی خدمت سے کہیں زیادہ بہتر ہے، پس میں اس کو قبول نہیں کرسکتا، لیکن حضرت مولانا مسیح الزماں علیہ الرحمہ نے جو اس وقت آصف جاہ سادس کی تعلیم وتربیت پر مامور تھے حضرت شیخ الاسلام سے اس ذمہ داری کو انجام دینے کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا: جب تک میں استخارہ نہ کرلوں' کوئی قطعی جواب نہیں دے سکتا، استخارہ کے ذریعہ غیبی اشارہ ملنے پر رضامندی ظاہر کی۔

اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اصلاح امت کے ساتھ شاہان وقت کی تعلیم وتربیت بھی فرمائیں، چونکہ حضرت شیخ الاسلام کی فکر ہمیشہ یہی رہتی تھی کہ امت کی صلاح وفلاح کا بیڑا اٹھایا جائے، اور آپ نے عہدہ کو اس لئے بھی قبول فرمالیا کہ شاہان وقت کی اصلاح ہوجائے تو عوام کی اصلاح بآسانی ممکن ہے، اگر شاہوں کی صحیح طور پر تربیت ہوجائے تو جس طرح چاہے قوم کے دھارے کو دنیوی ترقی کے ساتھ دینی تہذیب اور اسلامی تمدن سے ملایا جاسکتا ہے۔

چنانچہ یہ سلسلہ بلا انقطاع جاری رہا، نواب میر محبوب علی خان کے بعد ان کے شہزادہ نواب میر عثمان علی خان نے اور ان کے دونوں شہزادوں نواب میر حمایت علی خان اعظم جاہ بہادر اور نواب میر شجاعت علی خان معظم جاہ بہادر نے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

۞ حرمین شریفین کا سفر اور مدینۂ منورہ میں قیام ۞

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے چار مرتبہ حرمین شریفین کا سفر فرمایا، پہلا سفر 1294ھ میں کیا، اسی موقع پر آپ نے شیخ المشائخ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور بلاطلب خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے، دوسرا سفر 1301ھ میں کیا، تیسرا سفر 1305ھ میں اس عزم کے ساتھ کیا کہ مدینہ طیبہ میں ہی سکونت اختیار کریں، اس سفر میں آپ سعادت حج سے مشرف ہونے کے بعد مدینۂ منورہ میں قیام فرما ہوئے اور تین (3) سال مسلسل بارگاہ رسالت میں حاضر رہے، حرمین شریفین کا چوتھا سفر آپ نے 1308ھ میں کیا۔ مدینۂ طیبہ میں تیسرے سفر کے موقع پر تین سالہ قیام کے دوران آپ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''انوار احمدی'' تصنیف فرمائی، جس میں آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت پر روح پرور مضامین تحریر فرمائے، اس کتاب کی ترتیب سے متعلق خود حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

جس زمانہ میں کہ آقائے دارین نے بنظرِ کمالِ بندہ پروری اس ناچیز کی حضوری، افضل البلاد مدینۂ طیبہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفاً میں منظور فرمائی تھی، چندروز ایسے گزرے کہ کوئی کام درس وتدریس وغیرہ کا متعلق نہ رہا، چونکہ نفسِ ناطقہ بیکار نہیں رہتا، یہ بات دل میں آئی کہ چند مضامین' میلا دشریف وفضائل ومعجزات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے' کتب احادیث وسیر سے منتخب کرکے منظوم کئے جائیں۔ ہر چند فن شاعری میں نہ کسی سے تلمذ ہے نہ مہارت، نہ اہل ہند کے محاورات

سے واقفیت، مگر صرف اس لحاظ سے کہ یہ خدمت غالبًا مناسبِ مقام ہے۔اور تعجب نہیں کہ اہل اسلام کو اس سے کچھ فائدہ بھی حاصل ہو، چند اشعار لکھے اور ہنوز مقصود تک پہنچا نہ تھا کہ ان اشعار کی شرح کرنے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ جب تک ماخذ، اِن مضامین کا بیان نہ کیا جائے، قابل اعتماد نہ سمجھے جائیں گے، چنانچہ اسی مدتِ حضوری میں چند اشعار کی شرح لکھی گئی تھی......۔(مقدمۂ انوار احمدی)

حکم رسالت کے سبب دکن واپسی

حضرت شیخ الاسلام حیدرآباد دکن سے ہجرت فرما کرتا دم زیست مدینۂ منورہ میں قیام کے ارادہ سے حاضر ہو چکے تھے،لیکن ہوا یوں کہ بارگاہ نبوی سے آپ کو سرزمین دکن واپسی کا حکم ہوا، آپ کو یہ فکر ہوئی کہ میں ہجرِ یار سے بیقرار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور یہیں سکونت اختیار کرنا چاہتا ہوں، اگر دکن واپس جاؤں گا تو محبوب کے در سے جدائی ہو جائے گی، فوراً مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، اپنے پیر طریقت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رجوع ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ حکم رسالت میں دارین کی سعادت ہے، حکم کی تعمیل لازمی ہے اوراس میں تردد کی گنجائش نہیں!(ملخص از معارف انوار،ص6/5)

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی آرزو تھی کہ مدینۂ طیبہ میں سکونت اختیار کرلیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا تھا کہ آپ دکن میں دین کی خدمت کریں، حضرت شیخ الاسلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مرضی پر اپنی مرضی کو قربان کر دیا اور حیدرآباد دکن واپس ہو گئے، اس سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ محض حضرت

شیخ الاسلام کو مدینۂ منورہ میں قیام کرنا نہیں بلکہ مخلوق کثیر کو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ کرنا ہے اوران کے دلوں میں عشق ومحبت کی شمع روشن کرنا ہے۔

جامعہ نظامیہ کا قیام اوراس کے مقاصد

جامعہ نظامیہ جوآج ملک کی ایک عظیم وقدیم اسلامی یونیورسٹی ہے، یہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ہی کی قائم کردہ درس گاہ علم وادب ہے،اس کے قیام کا مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی شعور بیدار کیا جائے ،انہیں دینی تعلیم سے روشناس کروایا جائے، مذہب اسلام کی تبلیغ او راشاعت کی جائے ،نونہالانِ امت کواس کام کے لئے ابھارا جائے اورنوجوانانِ ملت کواس کاز کے لئے تیار کیا جائے ،انہیں تصنیف وتالیف کے لائق بنایا جائے،ان میں تقریر وتحریر کی صلاحیت پیدا کی جائے اوران سے مسلک حق اہل سنت وجماعت کی حفاظت کی خدمت لی جائے ،اس کے عقائد صحیحہ کی ترویج کا کام لیا جائے۔(ملخص از مطلع الانوار،ص68،انوارالانوار، ص135/134)

الحمدللہ جامعہ نظامیہ کے نام سے مشہوراہل سنت کا یہ مضبوط قلعہ اپنے بانی کے افکار سے روشنی حاصل کرتے ہوئے انہی مقاصد کی تکمیل میں ترقی کی راہوں پرگامزن ہے اوریہ حقیقت ہے کہ تقریبا دولاکھ طالبان علوم اس چشمۂ شیریں سے سیراب ہوکر علماء وصلحاء ،ادباء وخطباء،مفسرین ومحدثین،فقہاء ومبلغین،کی حیثیت سے ہند وبیرون ہند اقطاع عالم میں خلق خدا کو فیضیاب کئے اورکرتے چلے آرہے ہیں۔

اک اشارہ پہ سب کچھ فدا کردیا اپنے آقا کا منشا وفا کردیا
علم کے سارے بابوں کو واکردیا اک حسین جامعہ کی بِنا کردیا

جامعہ مرکز علم و عرفان ہے
عشق کا ایک مہکتا گلستان ہے

(مؤلف)

۞ دائرۃ المعارف العثمانیہ کا قیام ۞

1308ھ میں حیدرآباد دکن واپسی کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے اسلامی علوم وفنون کی عربی کتابوں کی طباعت واشاعت کے لئے عالمی تحقیقی ادارہ ''دائرۃ المعارف'' کا قیام عمل میں لایا، اس ادارہ کے انتظامات کی بخوبی انجام دہی کے لئے آپ نے ایک مجلس تشکیل دی جسے دائرۃ المعارف کی تمام تر ذمہ داریاں سپرد فرمادی تھیں، اس ادارہ سے بہت سی کتابوں پر تحقیق ہوئی اوران کی اشاعت عمل میں آئی، مخطوطات کے ذخیرہ سے جن لعل وگوہر کو نکال کر اس ادارہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اسے دنیائے علم وفن، فراموش نہیں کرسکتی، آج یہی ادارہ اسلامی کتب کی تحقیق وتصحیح کے حوالہ سے عالم تحقیق وریسرچ میں مشہور ہے اور حیدرآباد کی ایک عظیم علمی شناخت بن چکا ہے۔ (ملخص از مطلع الانوار، ص 67)

۞ شیخ الاسلام کی کاوشوں سے کم وبیش ایک لاکھ ایک سوستاون (100157) احادیث کی اشاعت ۞

مدینۂ طیبہ میں قیام کے دوران حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے شخصی طور پر گرانقدر سرمایہ خرچ کرکے حدیث شریف کی متعدد کتب جیسے کنز العمال، الجوھر النقی علی سنن البیھقی، جامع مسانید الامام الاعظم للخوارزمی کے قلمی نسخوں کو نقل کروایا، جس میں کنز العمال شریف سرفہرست ہے، یہ فن حدیث شریف کی وہ عظیم کتاب ہے، جو (70) ستر سے زائد کتب حدیث کا مجموعہ کہلاتی ہے، یہ کتاب چھیالیس ہزار چھ سوچوبیس (46624) احادیث وآثار پر مشتمل ہے، نیز حضرت شیخ

الاسلام علیہ الرحمہ کا ہی فیضان ہے کہ دائرۃ المعارف سے کنز العمال کی اشاعت ہوئی، جس کے نتیجہ میں علمی دنیا کنز العمال حدیث شریف کے اس عظیم ذخیرہ سے استفادہ کرنے لگی، ونیز مستدرک علی الصحیحین ،جس میں آٹھ ہزار نوسوچھپن(8956) احادیث ہیں،تصحیح وتعلیق کے بعداسی دائرہ سے شائع ہوئی۔

شیخ الاسلام کے ہی تلمیذ خاص زبدۃ المحدثین سید العارفین محدث دکن ابوالحسنات حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کے مسائل کے اثبات میں احادیث شریفہ کا ایک گراں قدر، بیش بہا ذخیرہ زجاجۃ المصابیح کے نام سے تالیف فرمایا، پانچ جلدوں پر مشتمل اس کتاب میں تقریباً (6634)احادیث شریفہ ہیں۔

جامعہ نظامیہ کے ایک عظیم فرزند علامہ عزیز بیگ صاحب رحمہ اللہ کی تصحیح وتعلیق کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ کی پہلی مرتبہ اشاعت عمل میں آئی ،اب یہ کتاب عرب دنیا سے تحقیق کے بعد شائع ہوئی ہے،جس میں سینتیس ہزار نو سو ترالیس (37943) احادیث ہیں۔ اس طرح شیخ الاسلام کی کاوشوں سے ایک لاکھ ایک سو ستاون (100157)احادیث شریفہ کا ذخیرہ علمی دنیا کے سامنے آیا۔

۞ اصلاح امت کے وسائل اوران کا استحکام ۞

حجاز مقدس سے واپسی کے بعد حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ دوبارہ تصنیف وتالیف اوردرس وتدریس میں مصروف ہوگئے ،تاکہ اسلامی افکار کی اشاعت ہو، صحیح عقائد کی ترویج ہو،ملت کی اعتقادی وعملی اصلاح ہو،عوام صلاح وفلاح حاصل کریں اور دینی ودنیوی ہرمیدان میں ترقی کی راہیں طے کرتے رہیں۔

۞ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری کا قیام ۞

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے قوم وملت کی اصلاح کیلئے خط وکتابت کے علاوہ ہرممکن ذریعہ کواستعمال فرمایا،ایک طرف تحقیقی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا تو دوسری طرف علمی ودینی نایاب کتب کی فراہمی کے لئے آصفیہ سنٹرل لائبریری کا قیام آپ ہی کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے، جوعوام کی علمی وادبی ضرورتوں کے لئے استفادہ کا باعث ثابت ہوا۔(ملخص از مطلع الانوار،ص68)

۞ دارالافتاء کا قیام ۞

ملت کی شرعی رہنمائی کے لئے جامعہ نظامیہ کے احاطہ میں حضرت شیخ الاسلام نے اپنی شخصی نگرانی میں دارالافتاء کی بنیاد ڈالی، دارالافتاء کے قیام سے لیکر اب تک لاکھوں فتاوی جاری ہوچکے ہیں ، جامعہ نظامیہ کے دار الافتاء سے جاری کردہ فتاوی کوحکومت ہند،سرکاری ادارے، بالخصوص ملک کی تمام عدالتیں قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں اورانہیں قبول کرتی ہیں۔

۞ مجلس اشاعت العلوم ۞

اسی طرح حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے علمی کتب کی نشرواشاعت کے لئے ''اشاعت العلوم'' کے نام سے ایک مجلس قائم فرمائی ، جہاں سے عقائد واعمال کی اصلاح سے متعلق سینکڑوں کتابیں زیورطباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پرآچکی ہیں اورآج بھی دینی ومذہبی کتب کی اشاعت وطباعت کا سنہرا سلسلہ جاری ہے۔(ملخص از مطلع الانوار،ص60)

فتوحات مکیہ کا درس

حضرت شیخ الاسلام نے ایک طرف علماء حق کی جماعت تیار کرنے کا بیڑا اٹھایا، تو دوسری طرف اپنے مریدین ومتوسلین اور مشائخ طریقت کے لئے فیض رسانی کا سلسلہ جاری فرمایا، تاریخ شاہد ہے کہ آپ روزانہ رات دیر گئے تصوف کی عظیم کتاب ''فتوحات مکیہ'' کا درس دیا کرتے جس کا سلسلہ تقریباً تہجد تک جاری رہتا۔(ملخص از مطلع الانوار، ص60)

فتوحات مکیہ کے درس میں عام اہل علم شریک نہیں ہوتے تھے' کیونکہ جس طرح سمجھانے کے لئے ایک بلند پایہ صوفی باصفا کی ضرورت ہے اسی طرح درس لینے والوں میں باطنی استعداد وروحانی لیاقت لازم ہے، اس لئے اس درس میں حضرت شیخ الاسلام کے مخصوص تلامذہ بعض خلفاء ومریدین ومشائخ شرکت کیا کرتے اور شیخ الاسلام علم باطن کے لعل وگوہر سے سرفراز فرماتے، آپ نے انتخاب فتوحات مکیہ کے نام سے قیمتی نکات بھی قلمبند فرمائے، جس کا قلمی نسخہ جامعہ نظامیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

آپ کی ایک مریدہ حضرت نجیبہ بیگم صاحبہ رحمۃ اللہ علیھا بھی اس درس میں شریک رہتیں، حلقۂ درس کے قریب ایک کمرے میں موجود رہ کر استفادہ کرتیں، حضرت نجیبہ بیگم صاحبہ رحمۃ اللہ علیھا کا بیان ہے: ایک دفعہ درس کے وقت حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک دوسرے کمرے میں تشریف فرما ہیں اور حضرت ممدوح درس دے رہے ہیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی درس میں مصروف ہیں ایک اور مرتبہ حضرت ممدوح کسی اہم مسئلہ کو اچھی طرح سمجھا نہیں سکے بار بار رک جاتے تھے

میں نے دیکھا کہ یہاں سے حرمِ پاک تک ایک صاف راستہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں تشریف فرما تدریس میں مشغول ہیں آپ کے رک جانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ ذرا توقف کریں کہ اس وقت میرا بچہ حَلِّ مضمون سے قاصر ہوگیا ہے اور حضرت ممدوح کی جانب توجہ فرمائی جب توجہ پاک سے مضمون حل ہوگیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مسرور ہوئے اور اپنے حلقہ درس کی جانب توجہ منعطف فرمائی''۔(ملخص از مطلع الانوار،ص82)

۞ منصب ''شیخ الاسلام'' کے لئے انتخاب ۞

چونکہ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے شاہان آصفیہ کی علمی اور دینی سرپرستی کی تھی اور شاہان وقت نے آپ کی خدمت میں زانوئے ادب تہ کیا تھا، جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ دین متین کی اشاعت میں پیش پیش رہے، اس کی تبلیغ میں اپنی خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا اور علمی نمونہ بھی پیش کیا چنانچہ جب نواب میر عثمان علی خان ساتویں فرمانرواں کی حیثیت سے مسند نشیں ہوئے تو حضرت شیخ الاسلام کو 19 /جمادی الاولی، 1330ھ میں امور مذہبی کا ''ناظم'' اور سلطنت دکن کا ''صدر الصدور'' منتخب فرمایا لیکن آپ نے یہ کہہ کر معذرت خواہی کی کہ سرکاری ملازمت کے لئے انتہائی عمر پچپن (55) سال مقرر ہے اور اس وقت آپ کی عمر شریف 55 سال سے تجاوز کرگئی تھی، گویا آئینِ سلطنت کے مطابق سرکاری ملازمت کی اہلیت کی مدت گزر چکی تھی، لیکن شاہ وقت نے اعلان کیا کہ ''اس وقت ملک کی خدمات کے لئے آپ سے زیادہ کوئی موزوں نہیں ہے''۔(ملخص از مطلع الانوار،ص24، انوار الانوار،ص82/80)

آخر کار حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بحیثیت ناظم امور مذہبی عہدہ کا جائزہ لیا اور آپ کی دینی ومذہبی اصلاحات حکومتی سطح پر نافذ العمل ہوتی رہیں، قومی وملی خدمات کا تسلسل بلا لحاظ مذہب وملت جاری رہا، دوسال کے مختصر وقفہ میں آپ کی بہترین خدمات کی وجہ سے ''وزیر مذہبی'' کا عہدۂ جلیلہ آپ کے سپرد کیا گیا اور آپ ''شیخ الاسلام'' کے مبارک منصب پر فائز ہوئے جو تاوقتِ وصال آپ سے منسلک رہا، اس اثناء میں ملت کا کوئی شعبہ ایسا نہ رہا، جس کی تجدید واصلاح کا کارنامہ حضرت شیخ الاسلام نے انجام نہ دیا ہو۔

۞ شیخ الاسلام مجدّدِ دین ۞

یہ ایک حقیقت ہے کہ رب العالمین ہر صدی میں دین اسلام کی تجدید اور اس میں آنے والی خرافات اور برائیوں کے خاتمہ کے لئے باعظمت شخصیات کو دنیا میں پیدا فرماتا ہے، جو منشأ خداوندی ومرضیٔ رسالت پناہی کے مطابق دین متین کی حفاظت کرتے ہیں اور اس میں درآئی خرابیوں کا ازالہ کرتے ہوئے اصلاح امت کا فریضہ انجام دیتے ہیں، جیسا کہ سنن ابوداود میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں، جہاں تک میں جانتا ہوں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کی ابتداء میں (ایک ہستی کو) اس امت کے لئے بھیجتا ہے جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتے ہیں۔

(سنن ابی داود، حدیث نمبر:4293)

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی اس حدیث شریف کی مکمل مصداق ہے، آپ نے اپنی مبارک زندگی مذہب اسلام میں آنے والی بدعات ومنکرات مٹانے کی خاطر گزاری اور اپنے شب وروز قوم وملت کی رشد وہدایت کے لئے وقف فرمادئے، خاص طور پر اہل دکن اور عمومی طور پر اقطاع عالم آپ کی ہمہ جہت شخصیت کے مرہون مِنَّتْ ہیں، حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ نے علمی ودینی، تصنیفی وتالیفی، عملی واصلاحی، قومی وملی اور سماجی وسیاسی ہرمیدان میں اور ہرسطح پر کارہائے نمایاں سرانجام دئے ہیں اور آج اہل دکن کی زندگی کے ہرشعبہ میں جو خیر وبھلائی نظر آتی ہے وہ خصوصی طور پر سیدی شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کا فیضانِ اثر ہے۔

۞ مساجد کی تعمیر اور آبادکاری ۞

ناموس توحید ورسالت کے تحفظ کے پیش نظر آپ نے ملک وبیرون ملک مساجد تعمیر کروائیں، بالخصوص ان میں آسٹریلیا اور بصرہ کی مساجد قابل ذکر ہیں، شہر ومضافات میں جو مساجد خستہ اور مخدوش ہوچکی تھیں ان کی مرمت اور آہک پاشی کا اہتمام فرمایا، جو مساجد غیر آباد اور ویران تھیں انہیں آباد کروایا، اور منظّم طور پر خطیب، امام اور مؤذن کا تقرر فرمایا۔ (ملخص از مطلع الانوار، ص50، انوار الانوار، ص100)

۞ مدارس کی تاسیس اور تنظیم ۞

تاریخ شاہد ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت دارارقم میں مدرسہ کا قیام عمل میں لایا، جبکہ مساجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا، مدینہ منورہ کی گلیاں جب نور اسلام سے روشن ہوئیں تو معلم کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر وہاں روانہ فرمایا اور وہ اہل مدینہ کو کتاب وسنت کی تعلیم دیتے رہے۔

اسی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر حضرت شیخ الاسلام نے ملک وبیرون ملک دینی مدارس کے قیام اور ان کی ترقی کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور ان کے استحکام کے لئے خطیر رقم جاری فرمائی۔ (ملخص از مطلع الانوار، ص 48) تا کہ ان مدارس میں مسلمانوں کی نسلیں تعلیم حاصل کرتی رہیں، اسلامی تہذیب سے آشنا ہو کر ملت کی صحیح رہنمائی کرنے کی اہل بن جائیں اور شریعت کی بنیادی تعلیم حاصل کر کے اسلام کے سچے پاسبان اور کاروان امن وسلامتی کے سالار بن جائیں۔

۞ مختلف گوشوں میں رہنمائی ۞

دینی خدمات مؤذنی، امامت، خطابت اور قضاءت وغیرہ کی بخوبی انجام دہی کے لئے ایک نصاب کی ضرورت تھی، حضرت شیخ الاسلام نے ایک مثالی نصاب ترتیب دینے کا حکم فرمایا، جس کی ترتیب کا کام آپ کے ایک شاگردِ رشید حضرت مولانا قاضی غلام محی الدین صاحب علیہ الرحمہ نے انجام دیا جو ''نصابِ اہل خدمات شرعیہ'' کے نام سے مشہور ہے اور یہ نصاب آج بھی امت مرحومہ کی شرعی رہنمائی کے لئے بہر طور مفید ومعتبر مانا جاتا ہے۔ الحمد للہ اس کتاب کی افادیت کو مزید عام کرنے کی غرض سے جامعہ نظامیہ نے اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کروا کر شائع کیا ہے۔

اولیاء کرام کے آستانوں اور بزرگان دین کی خانقاہوں کے تحفظ کے لئے حضرت شیخ الاسلام نے خصوصی توجہ فرمائی، سجادگان اور متولیان کی تربیت کے لئے دستور کی تشکیل اور

ان کے لئے مخصوص نصاب کی تدوین کی طرف توجہ فرمائی اور یہ نصاب ''ہدایات الشیوخ'' کے نام سے موسوم ہوا، جسے آپ ہی کے شاگرد حضرت سید شاہ ابوالقاسم شطاری علیہ الرحمہ صدر المدرسین جامعہ نظامیہ نے ترتیب فرمایا۔(ملخص از انوار الانوار، ص96)

سالکوں کے رہنما اور عارفوں کے بادشاہ
کاملوں کے مقتدی و پیشوا انوار ہیں
(مؤلف)

حضرت شیخ الاسلام ہی نے دینی تعلیم کو اس دور کے سرکاری مدارس میں لازمی قرار دیا، مذہبی لٹریچر کو مسلمانوں کے نادار طبقہ میں مفت تقسیم ایا، شہر و اضلاع اور دیہاتوں میں مذہبی حمیت اور دین پر استقامت کو باقی رکھنے کے لئے خطباء کا انتظام فرمایا، شریعت مطہرہ کی روشنی میں تجہیز و تکفین کے لئے غسالوں کی تربیت کا اہتمام فرمایا، ان کا امتحان مقرر فرمایا اس سے متعلق ''نصاب غسالان'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کروائی اور اس کو تقسیم کروایا۔(ملخص از مطلع الانوار، ص58، انوار الانوار، ص107)

جانور اور ذبیحہ کو حلال کرنے اور شریعت کے مطابق ذبح کرنے کے لئے مستند، تعلیم یافتہ ملاؤں کا تقرر فرمایا، جس کا سلسلہ الحمدللہ دیار دکن میں آج بھی جاری ہے۔

(ملخص از مطلع الانوار، ص55، انوار الانوار، ص98)

۞ ''انجمن اصلاح مسلمانان'' کا قیام ۞

بندگان خدا کو راہ حق پر لانے کے لئے اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے کلام الہی اور احادیث نبوی میں کئی مقامات پر حکم دیا گیا کہ ایمان والوں کو ساری

انسانیت کی اصلاح اور سدھار کی فکر کرنی چاہئے، سورۂ نحل میں ارشاد ہورہا ہے:

اُدْعُ اِلٰـــی سَبِیْـــلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ. (سورۃ النحل۔125)

اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت سے بلایئے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کیجئے جو سب سے بہتر ہو۔

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام نے عامۃ المسلمین کی عادات واطوار اور اخلاق وکردار کی اصلاح کے لئے ''انجمن اصلاح مسلمانان'' کا قیام عمل میں لایا۔(ملخص از مطلع الانوار،ص52،انوارالانوار،ص88)

۞ اصلاح امت کے لئے اہم اقدامات ۞

امت مرحومہ کو شریعت مطہرہ پر پابند کرتے ہوئے نشہ آور اشیاء، شراب وغیرہ کے استعمال کو قابل سزا جرم قرار دیا، شراب کی دکانوں کو بیرون شہر منتقل کرنے کے احکام جاری فرمائے اور مخصوص ومبارک مواقع پر انہیں کھلا رکھنے پر پابندی عائد کردی۔(ملخص از مطلع الانوار،ص52،انوارالانوار،ص88)

رمضان المبارک میں دن کے اوقات بھی تقاریب اور دعوتیں ہوا کرتی تھیں، حضرت شیخ الاسلام نے ان پر روک لگادی، ہوٹلیں کھلی ہوتی تھیں، آپ نے ہوٹلوں پر دن میں پردے لگانے کا حکم صادر فرمایا۔(ملخص از انوارالانوار،ص100۔معارف انوار،ص14)

حکومت آصفیہ کے دور میں ناپ تول کے پیمانے یکساں نہیں تھے، عموماً خرید وفروخت کے وقت ناپ تول میں کمی بیشی ہوا کرتی تھی، حالانکہ یہ شریعت میں گناہ عظیم

ہے،حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی زیادتی کرنے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئی،حضرت شیخ الاسلام نے ملک میں رائج تمام پیمانوں کی تصحیح اور درستگی کا انتظام کروایااور ناپ تول سے پیدا ہونے والی خرابیوں کا ازالہ فرمایا۔(ملخص از مطلع الانوار،ص58۔انوارالانوار،ص106)

''انجمن تحفظ اوراق متبرکہ'' کی تشکیل

دین اسلام میں ادب کی بڑی اہمیت ہے،عظمت وتقدس کا بڑا دخل ہے،متبرک اوراق سے متعلق عموماً تساہل برتا جاتا ہے،دینی کتب اور منتشر اوراق کی پڑیاں باندھی جاتی تھیں۔

اس سلسلہ میں غفلت وکسلمندی سے روکنے اوراوراق متبرکہ کے تقدس کوعملی طور پر برقرار رکھنے کے لئے ٹھوس اقدام کیا،حضرت شیخ الاسلام نے خاص طور پر ملت کو اس بے ادبی اور بے حرمتی کے وبال سے بچانے کیلئے''انجمن تحفظ اوراق متبرکہ'' نامی مجلس تشکیل دی، جسے آپ نے دینی کتب،اسلامی صفحات اور بالخصوص کلام الٰہی کے اوراق کے تحفظ کی ذمہ داری سونپی تھی۔(ملخص ازانوارالانوار،ص107)

مدینۂ طیبہ کے مساکین کی خدمت

حضرت شیخ الاسلام کے مدینۂ منورہ میں قیام کے دوران کسی نے آپ کو یہ اطلاع دی کہ فلاں صاحب فاقہ کی وجہ سے مٹی گھول کر پیا کرتے ہیں اور کسی کے سامنے اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کرتے ، یہ سنتے ہی حضرت شیخ الاسلام بے قرار ہو گئے ،آپ پر اس واقعہ کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپ نے اسی وقت مدینہ شریف کے مسکین حضرات کی امداد اوران کی خدمت کے لئے انجمن قائم فرمائی ،جس کی آپ نے اپنے قیام تک بخوبی نگرانی

انجام دی۔(ملخص از مطلع الانوار،ص 41)

۞ رؤیت ہلال کمیٹی کی تشکیل ۞

قمری تاریخ کا دارومدار چاند پر منحصر ہوتا ہے،عموماً ہر ماہ چاند کے دکھائی دینے یا نہ دکھائی دینے سے متعلق الجھن رہا کرتی تھی ،خاص طور پر رمضان اور عید الفطر کے چاند دیکھنے کے مسئلہ پر لوگ تشویش میں رہتے تھے۔

حضرت شیخ الاسلام نے عوام کی تشویش و پریشانی دور کرنے اور ان کی شرعی رہبری کرنے کے لئے ایک کمیٹی ''رؤیت ہلال'' کے نام سے تشکیل دی،جس میں آپ نے علماء ومشائخ اور ماہرین فلکیات کو شامل فرمایا اور بنفس نفیس خود بھی اس کی نگرانی فرمایا کرتے ،رؤیت ہلال کمیٹی کی خدمات کا یہ سلسلہ الحمدللہ آج بھی حیدرآباد دکن وغیرہ میں برقرار ہے۔(ملخص از مطلع الانوار،ص 56۔انوارالانوار،ص 112 تا 115)

۞ نکاح کے سیاہ ناموں کی ترتیب ۞

لوگ جائیدادیں حاصل کرنے کے لئے نکاح کے جھوٹے دعوے کرتے تھے، جھگڑے وخصومت کے موقع پر نکاح کا ثبوت فراہم کرنا نہایت دشوار تھا، اس لئے کہ نکاح وطلاق کے معاملات زبانی ہوا کرتے تھے،حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے دفتر قضاءت کو مناسب طور پر ترتیب دیا ، قاضی صاحبان کے لئے اصول وضوابط جاری فرمائے ،نکاح کے سیاہ ناموں کی شکل؛جو اِن دنوں دکن میں ہم دیکھ رہے ہیں وہ حضرت شیخ الاسلام ہی کا کارنامہ ہے۔

یہ آپ ہی کا فیضان ہے کہ آپ نے نکاح،طلاق،اور خلع وغیرہ سے متعلق پیش

آنے والی مشکلات کو قبل از وقت دور فرمادیا جس کا اندازہ ہم اپنے ماحول میں بخوبی کر سکتے ہیں۔(ملخص از مطلع الانوار،ص52)

۞ مختلف مقامات کا معائینہ اور اصلاحات ۞

واضح رہے کہ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ سلطنت کے ایک معزز مذہبی وزیر اور شیخ الاسلام کے منصب جلیل پر متمکن تھے، لہذا آپ دکن کے مختلف مقامات میں سرکاری دورے بھی فرمایا کرتے، مذہبی امور کا بخوبی معاینہ کرتے، دینی خدمات کا جائزہ لیتے اور اس میں ضروری اصلاحات فرماتے، 1325ھ میں آپ نے اورنگ آباد اور اس کے قرب و جوار کے چار علاقوں کا دورہ فرمایا تھا اور اس دورہ میں آپ نے چورانوے (94) مقامات کا معاینہ کیا، جس میں اٹھائیس (28) مساجد، سات (7) مدارس، انتیس (29) بارگاہیں اور اس کے علاوہ دیگر دفاتر، عیدگاہ، قبرستان، موقوفہ مکانات اور سرائے وغیرہ شامل ہیں۔

سلطنت کے مذہبی وزیر ہونے کی وجہ سے آپ کے زیر اختیار غیر مسلم اقوام سے متعلق امور اور جائیدادیں بھی تھیں، آپ نے جانبداری اور خیانت کے بغیر اپنی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔(ملخص از:انوار الانوار،ص119/118)

ان مقامات کا آپ نے نہ صرف معاینہ فرمایا، بلکہ ان سے متعلق حکام کو ضروری ہدایات دیں، اسی طرح 1322ھ میں ''روضۂ بزرگ حضرت بندہ نواز'' کی خدمات آپ کو تفویض کی گئیں تو آپ نے حضرات سجادگان کی تعلیم کا خصوصی اہتمام فرمایا، بارگاہ کی تعمیر و ترمیم اور دیگر کئی رفاہی امور انجام دئے، گلبرگہ شریف میں ''مدرسہ دینیہ''

کی بنیاد ڈالی، شفاخانہ کا قیام عمل میں لایااور اس کا مکمل انتظام فرمایا۔(ملخص از:انوارالانوار،ص102/101)

الغرض حضرت شیخ الاسلام نے اپنی ساری زندگی دین متین کی تجدید، امت مرحومہ کی اصلاح اورقوم وملت کی فلاح وبہبود میں صرف فرمائی، دینی خدمات کے تمام گوشوں میں آپ نے گہرے نقوش چھوڑے ہیں،مسلمانوں کے تمام طبقات اورمختلف طبقات کے تمام افرادآپ کی خدمات سے مسلسل استفادہ کررہے ہیں،آپ کی خدمات وہ عظیم خدمات ہیں،جنہیں دنیا فراموش نہیں کرسکتی ،آپ کے کارنامے وہ گراں قدر ونمایاں کارنامے ہیں جسے مسلمان ہمیشہ اپنے لئے مشعل راہ بنائیں گے،آپ کی بیش قیمت تحریرات اور تحقیقی تصانیف سے اہل سنت وجماعت کے خواص وعوام رہبری ورہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔

تا ابد قائم رہیں گے آپ کے چھوڑے نقوش
مصطفیٰ کے فیض کا اِک سلسلہ انوار ہیں
(مؤلف)

۞ تصنیف وتالیف کے ذریعہ عقائد باطلہ کا رد بلیغ ۞

شیخ الاسلام کی تالیف کردہ کتابیں کم وبیش چالیس تک پہنچتی ہیں آپ نے احقاق حق ابطال باطل کا فریضہ ادا کرتے ہوئے زمانہ کی ضروریات کے مطابق تالیف کیا ہے،گمراہ فرقوں کی جانب سے مسلسل حملوں کے سبب اورعقائد صحیحہ سے متعلق عام مسلمانوں کی سردمہری وبے مروتی کے باعث حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے اپنے قلم کوجنبش دی اور جس زاویہ

سے دین متین کے خلاف کوئی معاملہ درپیش ہوتا فوراً اسی اعتبار سے اس کا رد بلیغ فرماتے ،جب بے ادبی کی فضا مسلمانوں کے جذبات کو سرد کرنے لگی تو آپ نے اپنی کتابوں کے ذریعہ مسلمانوں کے سامنے بارگاہ نبوی میں صحابہ کرام علیھم الرضوان کے آداب بیان کئے ، جس سے مسلمانوں میں جذبۂ احترام کی حرارت دوڑنے لگی۔

اس دور میں خالق کائنات کی ذات قدسی صفات سے متعلق بے جا تاویلات کئے جارہے تھے، جن سے اس کی خالقیت کا انکار ہورہا تھا، حضرت شیخ الاسلام نے اپنی کتاب مقاصد الاسلام حصۂ سوم میں اس عنوان پرلکھی جانے والی کتاب ''الکلام'' کی بروقت تردید فرمادی۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خاتمیت میں باطل تاویلات کے ذریعہ عقیدۂ ختم نبوت پر رکیک شبہات پیدا کئے جارہے تھے، حضرت شیخ الاسلام نے اس سے متعلق تمام شکوک کو دفع کرتے ہوئے کذاب ودجال مرزا قادیانی اوراس کے ہم نوا افراد کا نہایت عمدگی اور مکمل سنجیدگی سے رد فرمایا، اوراس عنوان پر لکھی جانے والی گمراہ کن اور بدعقیدگی کے زہر سے بھری کتب ''ازالۃ الاوہام'' اور ''تائید الحق'' کے رد میں حق کے انوار سے منور ''افادۃ الافہام'' (دوحصے) اور ''انوار الحق'' نامی کتب تصنیف فرمائیں اور اپنا فرض منصبی ادا کردیا۔

گمراہ فرقوں کی جانب سے حمایتِ توحید اور دفعِ شرک وبدعت کے غرور میں شان رسالت میں بے ادبی کی فکر دی جارہی تھی، آپ نے فی الفور اس کی طرف توجہ فرمائی اوراپنی تحریرات کے ذریعہ اُس فتنہ کا سد باب کیا، بالخصوص مدینۂ منورہ میں لکھی گئی کتاب ''انوار احمدی'' اور مقاصد الاسلام کے گیارھویں حصہ سے کتاب وسنت کی روشنی میں

مقام نبوت کی عظمت کو آشکار فرمایا۔

جب ائمۂ اربعہ کی تقلید کو گمراہی سے تعبیر کیا جارہا تھا، فقہ حنفی کو حدیث شریف کے خلاف قرار دیا جارہا تھا تو آپ نے فقہ اور تقلید کی اہمیت وافادیت پر ''حقیقۃ الفقہ'' نامی ایک تحقیقی کتاب دوجلدوں میں تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے ثابت کیا کہ فقہ حنفی حدیث پاک کے عین مطابق ہے، اس سلسلہ میں پیدا ہونے والے شکوک کے آپ نے ایسے جوابات لکھے ہیں کہ پڑھ کر دل شادوآباد ہوجاتا ہے اور روحانی آسودگی نصیب ہوتی ہے۔

انبیاء کرام کے معجزات کا انکار اور اس میں غلط تاویلات پر مشتمل ایک رسالہ ''التحریر'' شائع ہوا، حضرت شیخ الاسلام نے عقلی ونقلی اور منطقی وفلسفی ہرزاویہ سے مقاصدالاسلام کے حصۂ دوم اور نہم میں معجزات کی حقانیت کو ثابت کیا۔

فرقۂ روافض کی سرکوبی کے لئے اس کے باطل عقائدونظریات سے متعلق مقاصدالاسلام حصۂ پنجم وششم میں تفصیلی بحث فرمائی اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کارد بلیغ فرمایا۔

اہل قرآن کے نام سے ایک فرقہ زور پکڑ رہا تھا، آپ نے اس کی شرعی گرفت فرمائی اور حدیث شریف کی حُجِّیَّتُ اور اس کی ضرورت کو کتاب وسنت کے مضبوط دلائل سے مقاصدالاسلام کے حصۂ چہارم میں ثابت فرمایا۔

آریہ مذہب کے پیروکاروں نے اسلام پر اعتراض کیا کہ جانور کو ذبح کرکے اس کے گوشت کو غذا بنانا جانور پر ظلم کے مترادف ہے، حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے اس اعتراض کی حقیقت واضح کی اور تاریخ، مشاہدہ اور عقلی دلائل سے اس کا ایسا جواب دیا کہ ہر صاحب عقل شخص اس کو قبول کرلیتا ہے۔

الغرض آپ نے اپنے زمانہ میں اسلام پر کئے جانے والے ہر اعتراض کا معقول اور سنجیدہ جواب دے کر فکری اصلاح میں عظیم کارنامہ انجام دیا اور اپنے رسائل وتحریرات، تصنیفات وتالیفات کے ذریعہ دنیا پر اسلام کی حقانیت وصداقت کو واشگاف کیا۔

۞ باطل فرقوں کی فریب کاریوں پر دلسوزی کا اظہار ۞

اُس دور میں لوگ مذہب ومسلک سے دور گمراہیوں کا شکار تھے، اسلام کے بعض نام لیوا' دین کے نام پر بے دینی پھیلا رہے تھے، کتاب وسنت پر عمل کا دعوی کرنے والے گمراہ فرقے اپنے باطل نظریات کا جال بچھا چکے تھے اور اہل سنت وجماعت کے بھولے بھالے افراد ان کے دام فریب میں آرہے تھے۔

اس سلسلہ میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ باطل فرقوں کے افراد کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے اور ان فرقوں میں شامل ہونے والے افراد کسی دوسرے مذہب کے نہیں، خود مسلمان ہیں، کسی اور فرقہ کے نہیں، اہل سنت وجماعت ہیں، باطل کی ان دسیسہ کاریوں پر دلسوزی کا اظہار کرتے ہوئے اور عوام اہل سنت کی بے توجہی ولا پرواہی پر افسوس کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"قابل توجہ یہ بات ہے کہ جسکا اثر پڑتا ہے ہمارے سنی حضرات ہی پر پڑتا ہے قادیانی، نیچری وغیرہ نے الحاد کی عام دعوت دی اور تبلیغ کررہے ہیں مگر نہ کوئی اہل یورپ نے انکی بات مانی نہ ہندوؤں نے، نہ اور کسی اسلامی فرقہ نے خدا ہماری جماعت کو سلامت رکھے یہی حضرات سخی ہیں کہ ہر ایک کی مراد پوری کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کے شریک حال ہوکر انکا ایک گروہ بنادیتے ہیں عقل

سے معذور ہوں تو ہوں بے تعصب اور منصف اس درجہ کے کہ جس نے کچھ کہہ دیا اسکو کمال غور سے دیکھیں گے اور بے علمی اور کم عقلی سے جواب نہ سوجھے تو اسی کا نام انصاف رکھیں گے کہ وہ مان لیا جائے، ادھر جاہلوں کو شکار کرنے کے ہتھکنڈے ہاتھ لگ گئے ہیں وہ ایسے دام بچھاتے ہیں کہ خواہ مخواہ ان میں پھنس جائیں، اگر علم ہوتو ان کی مکاریاں اور جعلسازیوں کا جواب دے سکیں پھر عقل پر ناز ہے کہ ہم ہر چیز کو خوب سمجھ سکتے ہیں اگر کچھ خرچ کر کے ایمان خریدا ہوتا تو اسکے کھو جانے کا کچھ غم ہوتا وہ تو باپ دادا کی کمائی تھی مال میراث کی طرح بے دریغ لٹا دینی کوئی مشکل بات نہیں اگر ایک روپیہ کوئی دھوکہ دیکر لے جائے تو عمر بھر یاد رکھیں گے مگر کوئی پھسلا کر ایمان لے جائے تو اسکی کچھ پرواہ نہیں اب کہیے کہ ان کو ایمان سے کیا تعلق ۔ پھر ایسوں کا اہل اسلام میں رہنے سے فائدہ ہی کیا بلکہ ایسے لوگوں کو تو علیحدہ ہو جانا ہی قرین مصلحت ہے: خس کم جہاں پاک۔

البتہ قابل افسوس یہ ہوگا کہ کوئی ایماندار آدمی بے ایمان ہو جائے۔ تعجب نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہو کہ آخری زمانہ میں جو فتنے ہوں انکو مکروہ نہ سمجھو، بہر حال یہ دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ اہل ایمان کو استقامت عطا فرمائے کہ اخیر زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔" (مقاصد الاسلام، حصۂ چہارم، ص 69/68)

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کی مذکورہ بالا پُر سوز تحریر کو فکر کے قلم سے لوح قلب پر لکھنے کی ضرورت ہے، اس میں کیسی دلسوزی ہے، اس تحریر میں آپ نے اہل سنت

کے افراد کو للکارا، ان کی غیرت وحمیت کو جھنجوڑا، عقائد صحیحہ کے ساتھ ثابت قدم رہنے پر اُبھارا اور گمراہ گروں کی دسیسہ کاریوں پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا۔

مسلک اہل سنت کی حمایت اور شیخ الاسلام کا فکر انگیز تجزیہ

باطل فرقوں کے افراد کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے اور ان فرقوں میں شامل ہونے والے افراد دوسرے مذہب کے نہیں خود مسلمان ہیں کسی اور فرقہ کے نہیں اہل سنت و جماعت کے افراد ہیں، اسی پس منظر میں حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ اہل سنت و جماعت کے افراد کی اس بے ثباتی وعدم استقامت بیان فرمانے کے بعد عقیدۂ صحیحہ پر استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ قائم رہنے کی تاکید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اسی کو دیکھ لیجئے کہ عموماً اہل اسلام باشندگانِ ہندو دکن اہلسنت و جماعت تھے اور اسی چالیس پچاس سال کے عرصہ میں کتنے مذاہب باطلہ بن گئے ان میں جتنے فرقے مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں سب اہل سنت و جماعت سے نکلے ہوئے لوگ ہیں کیونکہ ان میں نہ ہندو شریک ہوئے نہ یہود و نصاریٰ نہ شیعہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس قدر ان مذاہب باطلہ کی مردم شماری ہے وہی تعداد ان اشخاص کی ہے جو ہمارے مذہب سے خارج ہو گئے ہیں۔ اور روز بروز ان کی تعداد بڑھتی اور سنیوں کی تعداد گھٹتی جاتی ہے اگر ہماری کثیر التعداد قوم متوجہ ہوتی تو کیا ممکن تھا کہ یہ چھوٹے چھوٹے فرقے ہمارے عزیز و اقارب کو ہم سے چھین سکتے۔'' (مقاصد الاسلام، حصہ 4، ص 14)

۞ بے ادبی کے ساتھ عبادت بے سود ۞

شیخ الاسلام نے گمراہ فرقۂ خوارج سے متعلق مسند امام احمد، سنن نسائی، ابن جریر، طبرانی، مستدرک علی الصحیحین اور کنزل العمال کے حوالہ سے حدیث شریف نقل کی ہے:

عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ: أُتِیَ رَسُولُ اللَّه صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِدَنَانِيرَ فَجَعَلَ يَقْسِمُهَا وَعِنْدَهُ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُودِ وَكَانَ يَتَعَرَّضُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَأَتَاهُ فَعَرَضَ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئاً ، فَأَتَاهُ مِنْ قِبَلِ يَمِينِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئاً ثم أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ شِمَالِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئاً ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئاً فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ فِی الْقِسْمَةِ. فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم غَضَباً شَدِيدًا ثُمَّ قَالَ:

روایت ہے ابی برزہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہیں سے دینار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تھے اس کو تقسیم فرمانا شروع کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص سیاہ فام تھا سر کے بال کترایا ہوا اور سفید کپڑے پہنا ہوا جس کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں اثر سجدہ کا نمایاں تھا، چاہتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عنایت فرمادیں مگر کچھ نہ دیا۔ روبرو آ کر سوال کیا؛ کچھ عنایت نہ فرمایا، داہنے طرف سے آ کر سوال کیا؛ جب بھی کچھ نہ ملا، بائیں طرف سے آ کر مانگا کچھ نہ ملا، پیچھے سے آ کر سوال کیا؛ جب بھی کچھ نہ پایا، کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج آپ نے تقسیم میں عدل نہ کیا۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر بہت خفا ہوئے اور شدت غضب سے تین بار فرمایا:

وَاللّٰهِ لاَ تَجِدُونَ بَعْدِی أَحَداً أَعْدَلَ عَلَيْكُمْ مِنِّی. ثَلاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ : يَخْرُجُ عَلَيْكُمْ رِجَالٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ كَأَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ هَدْيُهُمْ هٰكَذَا يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لاَيَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ لاَ يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ثَلاثًا هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ .يَقُولُهَا ثَلاثًا .حم،ن ، وابن جرير،طب،ك،كذا فی كنز العمال.	خدا کی قسم! مجھ سے زیادہ عدل کرنے والاتم کسی کو نہ پاؤ گے۔ پھر فرمایا: یہ ان لوگوں سے ہے جوتم پر مشرق کے طرف سے نکلیں گے، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے، پھر نہ لوٹیں گے دین کی طرف اور دست مبارک سینہ پر رکھ کر فرمایا: نشانی ان کی یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کریں گے۔ ہمیشہ وہ لوگ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ آخر دجال کے ساتھ ہوں گے۔ پھر تین بار فرمایا کہ جب تم ان کو دیکھو تو قتل کر ڈالو! وہ لوگ تمام مخلوقات سے بدتر ہیں،

(انوار احمدی، ص292)

مذکورہ حدیث شریف پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے:

''اس حدیث سے ظاہر ہے کہ وہ شخص نہایت عابد تھا کہ کثرت صلوۃ سے پیشانی میں اسکے گٹھا پڑ گیا تھا،غرض کہ ان احادیث میں تأمل کرنے کے بعد ہر شخص

معلوم کرسکتا ہے کہ باوجود کثرت عبادت اور ریاضت شاقہ کے وہ شخص اور اسکے ہم خیال جو واجب القتل اور بدترین مخلوقات ٹھہرے، وجہ اسکی سوائے بے ادبی اور گستاخ طبعی کے اور کوئی نہ نکلے گی۔'' (انوار احمدی، ص293)

حمایت توحید اور دفع شرک کے نام پر بزرگان دین کی توہین؟

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث شریفہ کی روشنی میں فتنہ وہابیت اور علامات وہابیہ بیان فرمائے، احادیث شریفہ میں جو ذکر آیا ہے کہ وہ دین سے نکل جائیں گے، پھر اُس کی طرف نہ لوٹیں گے، اُس کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقم فرمایا ہے:

''اس میں شک نہیں کہ کوئی باطنی نکبت اس فرقہ میں ضرور ہے جس کی وجہ سے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ دین میں نہ آئیں گے مگر بظاہر ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حمایت توحید اور دفع شرک و بدعت کے غرور میں محبوبان بارگاہ الٰہی کی نہ صرف توہین کرتے ہیں بلکہ مثل اصول دین کے تعلیم وتعلّم میں اسکو داخل کرتے ہیں جس کی وجہ سے غیرت الٰہی انکو تباہ کر دیتی ہے۔'' (انوار احمدی، ص324، 325)۔

فرقہ وہابیہ کو کسر شان و بے ادبی سے باز آنے اور صحابہ کرام کا طریقہ اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

''وہابیوں کو خوف کرنا چاہئے کہ باوجود یہ کہ قرآن واحادیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل دیکھتے ہیں اور مسلمانوں سے سنتے ہیں مگر ان کو نظر انداز کر کے ایسے آیات واحادیث کو تلاش کرتے ہیں جن میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بظاہر کسر شان ہوتی ہے، کیا یہ نماز، روزہ، اور ایسی شہادت ورسالت

کام آئیگی؟ جب ہمیں ایک بڑی قوم کی نظیر مل گئی کہ یہ چیزیں کچھ کام نہیں آتیں تو ہم ان حضرات کو خیر خواہانہ ضرور رائے دیں گے کہ یہ طرز عمل چھوڑ دیں اور صحابہ کا طرز عمل اختیار کریں۔'' (مقاصد الاسلام، حصہ 11، ص23)۔

۞ توحید ورسالت کی گواہی ایمان ہے ۞

اسلام اور ایمان کے درمیان لغوی اعتبار سے فرق ہے، اصطلاح شریعت میں دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں، اسلام کے لغوی معنی فرمانبرداری واطاعت ہے جو شخص بظاہر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اس سے اسلامی اعمال صادر ہوں اور منافی اسلام کوئی عمل سرزد نہ ہو اسکو مسلمان کہا جائیگا، شریعت اس کی قلبی کیفیت معلوم کرنے کا حکم نہیں دیتی اور اگر کسی سے ایسا فعل یا قول صادر ہو جو بظاہر ایمان وتصدیق کے خلاف کفر پر دلالت کرتا ہو تو کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ چنانچہ اسلام اور ایمان سے متعلق نہایت علمی بحث فرمانے کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو مسلمان کہنے کے لئے اس کے دل کی کیفیت معلوم ہونا ضرور نہیں، اگر اسکی ضرورت ہوتی تو کسی کو مسلمان کہنا درست نہ ہوتا، جس سے مسلمانوں میں مناکرت بلکہ مخالفت پیدا ہوجاتی، اس لئے شریعت نے حکم دے دیا کہ جس سے اسلام کے اقوال وافعال صادر ہوں اسکو مسلمان سمجھ لو اور اس سے مخالفانہ برتاؤ نہ کرو حق تعالیٰ فرماتا ہے: **ولا تقولوا لمن القی الیکم السلٰم لست مومنا** یعنی اگر کوئی تم پر سلام کرے تو یہ مت کہو تو مومن نہیں (النساء:94) اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی توحید ورسالت کی گواہی دے اور نماز وروزہ وغیرہ ادا کرے تو اسکے جان ومال

سے کوئی تعرض نہیں ۔الغرض بقرینۂ ظاہرِ حال اسلام وایمان باطنی پر حکم کیا جائیگا۔اسی طرح اگر کفر پر قرینہ ہوتو بحسبِ ظاہر کفر کا حکم کیا جائیگا۔ چنانچہ ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں لکھا ہے: **الایمان والنفاق اصله فی القلب وانما الذی یظهر من القول والفعل دلیل علیه فاذا ظهر شئ یترتب علیه الحکم.**

شرح مقاصد وغیرہ میں لکھا ہے کہ بعض معاصی کو شارع نے عدم تصدیق کے امارات وعلامات قرار دئے ہیں جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنا،قرآن شریف کو نجاست میں پھینک دینا، بت کو سجدہ کرنا وغیرہ امور انتہٰی ۔

اس سے اہل اسلام سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ قاعدہ قرار دے کہ جو امور قرآن وحدیث میں خلاف عقل ہوں ان میں تاویل کرنے کی ضرورت ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ نہ مانے جائیں تو ایسے عقیدہ والے کو کیا سمجھنا چاہئے ۔

السیف المسلول میں امام تقی الدین نے لکھا ہے کہ اجماع اس امر پر ہو گیا ہے کہ جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے یا گالی دے اس کا قتل واجب ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صاف حکم دیا کہ جو شخص اللہ تعالی کو یا کسی نبی کو گالی دے اس کو قتل کر ڈالو۔ (مقاصد الاسلام، حصہ اول، ص137، 138)

۞ بے ادبی کا انجام ۞

کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے اس میں اسلام کی نشانیاں موجود ہوں، نماز، روزہ وغیرہ احکام شریعت پر عمل پیرا رہے اسکے ساتھ اگر معاذ اللہ نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صراحۃً یا کنایۃً بے ادبی وگستاخی کرے تو وہ کافر سمجھا جائیگا
،مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا، اس سے شعار اسلام ظاہر ہونا یا عبادتیں کرنا اسکے لئے فائدہ
بخش وسودمند نہیں۔

چنانچہ اسی تناظر میں حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کی
الصارم المسلول کی عبارتیں نقل فرما کراس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ماحصل ان روایات کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان
میں گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے اگرچہ تنقیص شان کنایۃً ہو،اگر کوئی کہے
کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد قصداً نہ تھا، اگر عمدہ چیزیں ملتیں تو آپ
کھاتے ،ایسے شخص کا بھی قتل واجب ہے۔

ان روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر چند کوئی اسلام ظاہر کرے مگر جب
قرائن مذکوراسمیں پائے جائیں تو وہ کافر سمجھا جائیگا اوراس کا یہ کہنا کہ میں مسلمان
ہوں یا شعار اسلام اس سے ظاہر ہوں کچھ مفید نہ ہوگا، یہ صرف ایک آیت کے
انکار کا نتیجہ تھا کہ حق تعالی فرماتا ہے:وتعزروہ وتوقروہ یعنی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو۔

اب خیال کیا جائے کہ جس کسی کو خدائے تعالی کی قدرت میں کلام ہو کہ وہ
عادت کے سوا کچھ نہیں کرسکتا،اس قاعدہ سے کتنے آیات قرآنی کا انکار ہوا جاتا
ہے:کل معجزات انبیاء سابق کا،حشر ونشر کا، جنت ودوزخ کا،جن وملائک وغیرہ
جن کا وجود قرآن شریف سے ثابت ہے۔جب قرآن کا یہ حال ہو تو حدیث کو
کون پوچھے اور جب خدا ورسول پر تہذیبی پیرایہ میں جھوٹ کا الزام لگایا جائے تو
صحابہ اور علماء امت وغیرھم کس قطار وشمار میں؟ پھر باوجود ان تمام انکاروں کے

معلوم نہیں کہ اسلام کس چیز کا نام رکھا جاتا ہے **هدانا الله وایاهم سواء السبیل**" (مقاصد الاسلام ج1' ص139)

ایمان کی حفاظت! شیخ الاسلام کی نصیحت

مسلمانوں کو ایسی کتابیں پڑھنے یا سننے سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں بلکہ ایمان کی سلامتی اور عقیدہ کی پختگی کی فکر کرنی چاہئے' چنانچہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ عامۃ المسلمین کو ایمان کی حفاظت وصیانت اور عقائد کے تحفظ سے متعلق نصیحت فرماتے ہیں:

"اس زمانے میں مسلمانوں کو اسقدر ضرورت ہے کہ نہ ایسی تفسیریں دیکھیں نہ اس قسم کی تفسیریں سنیں جس سے شک پیدا ہو بلکہ دعا کریں خدائے تعالی ہم کو اور ان کو ہدایت کرے۔ اور وہ ایمان واسلام عطا فرمائے جو باعث نجات اخروی ہے۔ **وماتوفیقنا الا باللہ**" (مقاصد الاسلام ج1' ص139 تا140)

حضور کی نسبت ذومعنی لفظ کا استعمال نیک نیتی سے بھی درست نہیں

آیت کریمہ:

یَـا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے مت کہو "راعنا" اور کہو "انظرنا"

کی تفسیر کے ضمن میں اسکے نکات پر بحث کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"حاصل یہ ہے کہ ہر چند صحابہ اس لفظ کو نیک نیتی سے تعظیم کے محل میں استعمال کیا

کرتے تھے مگر چونکہ دوسری زبان میں گالی تھی حق تعالیٰ نے اس کے استعمال سے منع فرمادیا۔

اب یہاں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس لفظ میں کنایۃً بھی توہین مراد نہ تھی بلکہ صرف دوسری زبان کے لحاظ سے استعمال اس کا ناجائز ٹھہرا تو وہ الفاظ ناشائستہ جس میں صراحۃً کسر شان ہو کیونکر جائز ہونگے؟

اگر کوئی کہے کہ مقصود ممانعت سے یہ تھا کہ یہود اس لفظ کو استعمال نہ کریں، تو ہم کہیں گے کہ یہ بھی ہوسکتا ہے، مگر اسمیں شک نہیں کہ نہی (ممانعت) صراحۃً خاص مومنین کو ہوئی، جن کے نزدیک یہ لفظ محل تعظیم میں مستعمل تھا، اس میں نہ یہود کا ذکر ہے نہ ان کے لغت کا، اگر صرف یہی مقصود ہوتا تو مثل اور انکی شرارتوں کے اس کا ذکر بھی یہیں ہوجاتا، صرف مومنین کو مخاطب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے الفاظ نیک نیتی سے بھی استعمال کرنا درست نہیں، پھر سزا اسکی یہ ٹھہرائی گئی کہ جو شخص یہ لفظ کہے خواہ کافر ہو یا مسلمان اسکی گردن ماردی جائے، بالفرض اگر کوئی مسلمان بھی یہ لفظ کہتا تو اس وجہ سے کہ وہ حکم عام تھا بیشک مارا جاتا اور کوئی یہ نہ پوچھتا کہ تم نے اس سے کیا مراد لی تھی؟" (انوار احمدی ص 222)

مذکورہ آیت کریمہ کے نکات بیان کرنے کے بعد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صراحۃً یا کنایۃً کی جارہی گستاخیوں اور بے ادبیوں سے متعلق حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی دردمندانہ، بصیرت افروز اور پُراثر تحریر ملاحظہ ہو:

"اب غور کرنا چاہئے کہ جو الفاظ خاص توہین کے محل میں مستعمل ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کرنا خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً کس درجہ قبیح ہوگا۔ اگر صحابہ کے روبرو جن کے نزدیک راعنا کہنے والا مستوجب قتل تھا،

کوئی اس قسم کیا الفاظ کہتا تو کے اسکے قتل میں کچھ تامل ہوتا یا یہ تاویلات بارده مفید ہوسکتیں؟ ہرگز نہیں!

مگر اب کیا ہوسکتا ہے سوائے اس کے کہ اس زمانہ کو یاد کر کے اپنی بے بسی پر رویا کریں، اب وہ پرانے خیالات والے پختہ کار کہاں جنکی حمیت نے اسلام کے جھنڈے مشرق ومغرب میں نصب کر دیئے تھے ان خیالات کے جھلملاتے ہوئے چراغ کو آخری زمانے کی ہوا دیکھ نہ سکی۔ غرض میدان خالی پا کر جس کا جی چاہتا ہے کمالِ جرأت کے ساتھ کہہ دیتا ہے۔ پھر اس دلیری کو دیکھئے کہ جو گستاخیاں اور بے ادبیاں جو قابل سزا تھیں انہیں پر ایمان کی بناء قائم کی جارہی ہے، جب ایمان یہ ہو تو بے ایمانی کا مضمون سمجھنے میں البتہ غور وتامل درکار ہے۔''

(انوار احمدی ص 222 تا 224)۔

عینِ عبادت نماز میں حکمِ صلوۃ وسلام

نماز جو کہ عین عبادت ہے, اس کے ہر قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے، جس میں اہل اسلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں، اس موقع پر شبہ پیدا کیا جاتا ہے کہ آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوکر سلام کرنا چاہئیے یا نہیں؟ کیا نماز میں بارگاہ نبوی کی طرف توجہ کرنے سے عبادت میں شرک ہوگا؟

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام نے صلوۃ وسلام کے جواز اور آداب پر کتاب وسنت کے دلائل سے سیر حاصل بحث فرمانے کے بعد اس شبہ کو دور کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

''ہر مسلمان کو چاہئے کہ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف متوجہ ہو کر سلام عرض کرے اور شک نہ کرے کہ اس میں ''**شرک فی العبادة**'' ہوگا

کیونکہ جب شارع کی طرف سے اسکا امر ہوگیا تو اب جتنے خیالات اسکے خلاف میں ہوں وہ سب بے ہودہ اور فاسد سمجھے جائیں گے اور اس میں تعلل ایسا ہوگا جیسے ابلیس نے آدم علیہ السلام کے سجدہ میں تعلل کیا تھا۔

اب یہ بات معلوم کرنا چاہئے کہ جب اس سلام کا یہ رتبہ ہو کہ ایک حصہ عبادت محضہ یعنی نماز کا اسکے لئے خاص کیا گیا تو دوسرے اوقات میں ہم لوگوں کو کسقدر اہتمام وادب چاہئے؟ ہر چند عوام الناس اس قسم کے امور سے مرفوع القلم ہیں کیونکہ انکوتو اسی قدر کافی ہے کہ جتنا شارع نے ضروری بتایا اتنا کر دیا مگر اہل عقل وتمیز کو چاہئے کہ ایسے امور میں غور وفکر کریں اور ادب سیکھیں **العاقل تکفیه الاشارة** الغرض جب کسی وقت خاص میں سلام عرض کرے تو چاہئے کہ کمال ادب کے ساتھ کھڑا ہوا اور دست بستہ ہوکر **السلام علیک یا سیدنا رسول الله ! السلام علیک یا سیدنا سید الاولین والاخرین** وغیرہ صیغے جن میں حضرت کی عظمت معلوم ہو عرض کرے۔

اب یہاں شاید کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ قیام میں تشبہ بالعبادت ہے اور وہ جائز نہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ جب عین عبادت میں یہ سلام جائز ہوا تو شبیہ بالعبادت میں کیوں نہ ہو۔

اگر کہا جائے کہ **قوموا لله قانتین** O سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام خاص اللہ کے واسطے چاہئے؟ تو ہم کہیں گے کہ بیشک نماز کا قیام خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور اگر مطلق قیام کی اس میں تخصیص ہوتی تو لفظ "للّٰہ" کی ضرورت نہ تھی۔

خلاصہ یہ کہ اس آیت شریفہ سے نماز کا قیام فرض ہوا نہ یہ کہ انحصار قیام کا اسمیں ثابت ہوا، اگر یہی بات ہوتی تو کوئی قیام درست ہی نہ ہوتا، حالانکہ جمہور

محد ثین وفقہا کے نزدیک علاوہ اور مقاموں کے کسی کے اکرام کے واسطے کھڑا رہنا بھی درست ہے۔(انوار احمدی ص175 '176)۔

۞ نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا ۞

اذان میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے کے مسنون و مستحب ہونے سے متعلق شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ احادیث شریفہ وآثار صحابہ اور اقوال سلف سے دلائل کے انبار لگادئے۔ پھر ناصحانہ انداز میں فرماتے ہیں:

''اس پر بھی اگر ہم نام مبارک کو دیکھ کر اور سن کر کبھی بوسہ نہ لیں تو اتنا ضرور چاہئے کہ حق تعالی سے اسکی توفیق طلب کریں۔اگر فضل الٰہی شامل حال ہو اور ہم لوگ حضرت کا نام مبارک سن کر تقبیل کیا کریں تو انشاء اللہ تعالی برکاتِ دارین کے مستحق ہوسکتے ہیں۔'' (انوار احمدی، ص281، 282)۔

۞ حضور ﷺ دور و نزدیک کی سنتے ہیں ۞

درود وسلام کی ایمان افروز بحث کے ضمن میں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''جب اتنی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ بعض فرشتوں کے پاس قرب وبعد یکساں ہے اور آن واحد میں ہر شخص کی آواز برابر سنتے ہیں تو اب اہل ایمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی میں شک کا کیا موقع ہوگا؟ اس لئے مبنی شک وانکار کا یہی تھا کہ اسمیں شرک فی الصفت لازم آتا ہے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں یہ صفت موجود ہے تو چاہئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطریق اولیٰ اور بوجہ اتم ہو۔ چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کی تصریح فرمادی: کما فی الطبرانی: لیس من عبد یصلی علیَّ الا بلغنی صوته، قلنا: یا رسول الله صلی الله علیه وسلم! وبعد وفاتك؟ قال: وبعد وفاتی، ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ ذکرہ ابن حجر المکی فی الجواھر المنظم۔ ترجمہ: فرمایا: جوکوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کی آواز میں سنتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا: کیا آپ کے وفات کے بعد بھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا: ہاں! خدائے تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔

رہی یہ بات کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں تو پھر درود وسلام پہنچانے پر جواتنے عظیم الشان وکثیر التعداد فرشتے مقرر ہیں، جن کا حال کچھ معلوم ہوا اور کچھ معلوم ہوگا اس سے کیا فائدہ؟

سواس کا جواب یہ ہے کہ آخر حق تعالیٰ کے حضور میں بھی اعمال بذریعہ ملائک پیش ہوا کرتے ہیں اور باوجود اس کے صفت علمیہ کا انکار ممکن نہیں، حاصل یہ کہ شئے واحد کے حصول علم کے طریقے اگر متعدد ومختلف ہوں تو کچھ قباحت لازم نہیں آتی بلکہ اس سے کمال قدرت وعظمت الٰہی معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بھی دو طریقے ٹھہرائے گئے ہیں: ایک یہ کہ صفت علمیہ جو کمال نشاء انسانی ہے عطا کی گئی تاکہ اس کے حاصل کرنے میں افضل مخلوقات کی احتیاج ان ملائک کے طرف نہ ہو جو فی الحقیقت خدام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ کہ عظیم الشان ملائک اس خدمت پر مامور کئے گئے جس سے شان

مصطفائی اور تزک فرمان روائی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام انبیاء وملائک پر آشکار ہو جائے اور وہ خصوصیت وعظمت جو ازل سے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نسبت مَرْعی ہو رہی ہے(آپ کی نسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے ازل ہی سے آپ کو امتیازی شان وعظمت عطا کی)،جس کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام نام مبارک کو اپنے انجاح مرام کا وسیلہ اور ذریعہ ٹھہرایا کئے،بعد نشاء عنصری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی سب پر مشہود ومنکشف ہو جائے۔''(انوار احمدی،ص 77/75)۔

۞ حاجت روائی بطفیلِ اولیاء اللہ ۞

اولیاء کرام و بزرگان دین سے مدد طلب کرنے اور مرادیں مانگنے پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اس کو شرک سے تعبیر کیا جاتا ہے،اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''شاید یہاں یہ اعتراض کیا جائیگا کہ اولیاء اللہ کی زیارت کو جا کر ان سے مرادیں مانگتے ہیں یہ شرک ہے،اسکا جواب یہ ہے کہ اپنی حاجت روائیوں کے واسطے شفاعت طلب کرنا تو کسی طرح شرک نہیں ہوسکتا...... جب یہ ثابت ہے کہ خدائے تعالی ان کو زائرین کی باتیں سناتا ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے،تو دور رہنے والوں کے دل کی باتیں بھی انکو سنادے تو کیا تعجب؟...... جب خدائے تعالی کو یہی منظور ہے کہ انکو نیک نام کرے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا،تو جن امور میں لوگ ان سے شفاعت چاہتے ہیں خود انکی حاجت روائیاں کردے تو کیا بعید ہے؟

یہی وجہ ہے کہ باوجود یہ کہ صدہا سال گذر گئے ہیں مگر اولیاء اللہ کی قبروں پر میلے لگے رہتے ہیں،اگر لوگوں کی مرادیں انکے طفیل میں حاصل نہ ہوتیں تو کس کو

غرض تھی کہ مشقتیں اٹھا کر انکی زیارتوں کو جائے اور ہزاروں روپیہ ایصال ثواب کے لئے خرچ کرے؟'' (مقاصد الاسلام ج 4' ص 84)۔

❁ نماز میں تصورِ حبیب پاک ﷺ سے متعلق توہین و بے ادبی کا علمی محاسبہ ❁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور ملاحظہ فرمائے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تصویریں بنا رکھی ہیں تو آپ نے معطر زعفران کے پانی سے ان کو مٹا دیا۔ اس حدیث شریف سے حضرت شیخ الاسلام استدلال فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تصور جو ذہن وخیال میں آتا ہے اسکو چونکہ آپ کی ذات اقدس سے نسبت ہے اس لئے اسکی تعظیم وتکریم ضروری ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''دیکھئے وہ تصویریں بتوں کی قطار وشمار میں تھیں اور انکی رعایت نہ شرعاً ضرور تھی نہ عقلاً، مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ انکو ایک خاص قسم کی نسبت تھی اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ تصویر فلاں نبی کی ہے، اسی نسبت کی وجہ سے حضرت نے انکی قدر فرمائی کہ اگر مٹایا بھی تو زعفران کے پانی سے اور کسی قسم کی توہین گوارہ نہیں فرمائی اگر اس زمانہ کے مشدد حضرات (سختی برتنے والے) اس قسم کے تصاویر پائیں تو مقتضائے طبع ان کا گواہی دیتا ہے کہ اس کام کے لئے نجاست میں اپنے ہاتھ آلودہ کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور اس کو کمال توحید پر دلیل قرار دیں چنانچہ اس پر قرینہ یہ ہے کہ بعضوں نے صراحۃً لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور نماز میں کرنا اس سے بدتر کہ (   ) کا تصور کیا جائے۔

اب غور کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ جو خیال میں

آئے گی اس کو حضرت کی صورت کے ساتھ خاص قسم کی نسبت ہوگی اسکو بدترین حیوانات سے بدتر کہا گیا، کیا کسی ایماندار سے یہ ہوسکتا ہے؟۔

گوایسے خیال والے لوگ اپنے ذہن میں اس کی کچھ توجیہات ضرور کرتے ہونگے مگر وہ سب خارج از مبحث ہونگی۔ ہمارا کلام اس میں ہے کہ جس صورت کو نسبت حضرت کی صورت مبارک سے ہوگی اسکی توہین ضرور ہوئی۔

صحابہ کے آداب پیش نظر رکھ کر یہ صاحب لوگ خود ہی خیال کرلیں کہ اگر اس قسم کی بات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں کہی جاتی تو کہنے والے کی کیا گت بنائی جاتی۔(مقاصدالاسلام ج10 ص163،164)۔

❁ حضوراکرم ﷺ ہمیشہ مشاہدۂ جمال الٰہی میں مستغرق ❁

مسئلہ ندا اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنے پر بحث فرماتے ہوئے آپ نے التحیات کے اسرارورموز کو واشگاف فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''یہ ندا اس غرض سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مشاہدہ جمال الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں، اس موقع میں کس کی مجال تھی کہ اپنی طرف توجہ دلا سکے؟ مگر کمال بندہ نوازی سے یہ اجازت ہوگئی کہ جب چاہو ہمیں پکارلو تو ہم متوجہ ہوجائینگے خصوصا اس وقت کہ بارگاہ الوہیت میں تمہیں حضوری نصیب ہو متوجہ کر کے ضرور سلام عرض کیا کرو۔ یہ ہے سر التحیات میں سلام عرض کرنے کا (مقاصد الاسلام ج10 ص163)۔

❁ سرکاردوعالم ﷺ کی توجہ وعنایت آن واحد میں سب کی طرف ❁

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے وہ شان عظمت عطا فرمائی ہے کہ آپ آن واحد میں ہر ایک کی طرف توجہ وعنایت فرماتے ہیں، مشرق ومغرب کا بُعد آپ کے لئے رکاوٹ نہیں بنتا، اللہ تعالی نے آپ کے لئے قریب وبعید، دور ونزدیک کو یکساں رکھا ہے۔ بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں، حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر عقل کی رو سے ہونے والے اعتراض کا ایمان افروز جواب سپرد قرطاس فرمایا ہے:

''اب رہی یہ بات کہ حکیمانہ مذاق میں یہ گوارا نہیں کہ وقت واحد میں تمام مسلمانوں کی طرف حضرت کی توجہ ہو سکے، سو یہ بحث دوسری ہے اس قسم کے خیالات سے حکیموں نے خدائے تعالی کو بھی معطل الوجود قرار دیا ہے اور صاف کہہ دیا کہ خدائے تعالی کو معاذ اللہ جزئیات کا علم ہی نہیں، مگر اہل ایمان ان خیالات کو محض وساوس شیطانی سمجھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ خدائے تعالی ہر آن میں عالم کے ذرہ ذرہ کی طرف متوجہ اور حاضر و ناظر ہے اور قادر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی قوت عطا فرمائے کہ جب کوئی امتی آپ کو پکارے آپ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں اور سب کی طرف آن واحد میں متوجہ ہو سکیں۔

اگر یہ محال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے خدائے تعالی کبھی نہ کہلواتا کہ نماز میں کل مسلمان **السلام علیک ایھا النبی** کہا کریں۔ کیونکہ حق تعالی جانتا تھا کہ حضرت کی امت کے کڑوڑہا آدمی شرقاً وغرباً (مشرق ومغرب سے) ہر زمانے میں **السلام علیک ایھا النبی** کہہ کر توجہ دلایا کریں گے۔

التحیات میں جو ندا کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا جاتا ہے اس سے یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ گویا ہم یہ عرض کر رہے ہیں کہ حسب

الارشاد ہم بارگاہ الوہیت میں حاضر ہو گئے ہیں مگر نہ ہم میں صلاحیت حضوری ہے نہ ہماری عبادت شایان بارگاہ کبریائی ہے، آپ کی مدد درکار ہے کہ یہ عبادت اور عرض ومعروض درجہ اجابت تک پہنچ جائے۔

اسی طرح صحابہ اور تابعین مصیبت کے وقت آپ کو پکار کر مدد مانگتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو اس عالم میں تصرف دیا گیا ہے۔'' (مقاصد الاسلام حصۂ ج10 'ص98 تا99)

۞ عبادت اور تعظیم میں فرق ۞

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا: یارسول اللہ میں نے جب سے آپ کے دست اقدس پر بیعت کی اس وقت سے کبھی اپنے داہنے ہاتھ سے شرمگاہ کو نہیں چھوا۔ اس پر حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیق وتبصرہ کرتے ہوئے عبادت وطاعت اور تعظیم وادب میں غلو کے مابین فرق کو واضح کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''وجہ اسکی یہی ہوگی کہ عبادت الٰہی میں اسقدر غلو کرنا ضرورت سے زیادہ ہے جیسا ارشاد ہوا اتنا کرلینا کافی ہے بخلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے کہ وہ باعث ترقی مدارج ہے کیونکہ جس قدر حضرت کی عظمت زیادہ ہوگی اسی قدر ادب زیادہ ہوگا چونکہ یہ التزام ادب باعث ترقی مدارج تھا، اس لئے حضرت نے اس سے منع نہیں فرمایا اور اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب العالمین ہیں، جس قدر محبوب کی عظمت زیادہ ہو اور اس سے زیادہ ادب کیا جائے باعث خوشنودیٔ محبّ ہوتی ہے، اس سے ثابت ہے کہ مشائخین عظام اس قسم کے

آداب میں غلو اور التزام کرتے ہیں وہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی مرضی کے خلاف نہیں بلکہ باعث ترقی مدارج ہے۔اب ان حضرات کوان امور کے لحاظ سے بدعتی کہنا بے موقع ہوگا۔خدائے تعالی ہم لوگوں کو دین میں بصیرت عطا فرمائے جس سے ہم مستحسن اور غیر مستحسن امور میں فرق کرسکیں۔'' (مقاصد الاسلام' ج 10 ' ص146، 147)۔

۞ اچھے کاموں کی ایجاد اچھی ہے ۞

عید میلاد مبارک،سلام وقیام،اطعام طعام کے جواز ومشروعیت پر تفصیلی بحث فرمانے کے بعد اختتامیہ کے طور پر اس کو بدعت وناجائز کہنے والے افراد کو دعوت فکر دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اور قطع نظر اس کے اس قسم کے بدعتوں کی ایجاد کی شرعاً اجازت ہے جیسا کہ حدیث صحیح من سن سنّة حسنة (الحدیث) سے ظاہر ہے،جس کا مطلب یہ ہیکہ جو شخص کوئی اچھا کام ایجاد کرے اس کو ثواب اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا ملے گا۔اور جو برا کام ایجاد کرے اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ اس پر ہوگا۔

دیکھئے قرون ثلثہ کی یا اور کسی بات کی تخصیص نہیں بلکہ عام ارشاد ہے کہ جو کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرے، اگر اسکی تخصیص قرون ثلثہ کے ساتھ کردی جائے تو بدعتیوں کو بڑی مدد مل جائیگی وہ یہ کہیں گے کہ جسطرح اچھے کاموں کی وہی ایجاد باعث ثواب ہے جو قرون ثلثہ میں ہو، اسی طرح برے کاموں کی بھی وہی ایجاد

باعث عذاب ہوگی جو قرون ثلثہ میں ہو، اسلئے بدلیل مقابلہ دونوں شقوں میں تعمیم یا تخصیص ایک ہی قسم کی معتبر ہوگی اور اس صورت میں مطلبِ حدیث یہ ہوگا کہ جتنے برے کام قرون ثلثہ کے بعد ایجاد کئے جائیں وہ قابل مواخذہ نہیں حالانکہ یہ غلط ہے اس سے ثابت ہے کہ برے کاموں کی ایجاد جسطرح ہر زمانہ میں مذموم ہے اچھے کاموں کی ایجاد بھی ہر زمانہ میں محمود ہے۔

الحاصل اگر مولود شریف بدعت بھی ہو تو بدعت حسنہ ہے جسکی اجازت شریعت میں وارد ہے۔''

(مقاصد الاسلام، ج1، ص67،68)

۞ وہ تصورِ توحید بدعت ہے جو حضور ﷺ کے زمانے میں نہ تھا ۞

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ. ترجمہ: آپ فرمادیجئے یقیناً میں تم جیسا ایک بشر ہوں۔ (سورۃ الکہف:110)

اس آیت کریمہ سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری اور ہمسری کا دعویٰ کیا جاتا ہے نعوذ باللّٰہ من ذالک حضرت شیخ الاسلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحابہ کرام علیہم الرضوان جو آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں ان کے عقیدہ کا ذکر فرماتے ہوئے ہمسری کے اس دعویٰ کی حقیقت وحیثیت کو بے نقاب کیا:

''اب یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ صحابہ جنکی فضیلت تمام امت مرحومہ پر نصوص قطعیہ سے ثابت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب وغیرہ فضلات کو جان سے افضل بلکہ جان کے تقدس کا باعث سمجھتے تھے، تو کیا ممکن ہے کہ معاذ اللہ وہ اپنے آپ کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسر سمجھتے ہوں گے آخر وہ

حضرات بھی قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھتے تھے۔ بلکہ سچ پوچھئے تو تازہ ایمان انہی حضرات کا تھا اور اسباب نزول پیش نظر ہونیکی وجہ سے ہر آیت کا اصلی مضمون وہ سمجھتے تھے، باوجود اسکے کسی صحابی سے کوئی ایسی بات مروی نہیں جو اس آخری زمانے کے بعض امتی کہتے ہیں اور اس توہین کو توحید کا تکملہ قرار دے کر تمام امت میں اپنے آپ کو ممتاز سمجھتے ہیں۔

ادنیٰ تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ اگر توحید اسی کا نام تو ہے صحابہ سے اس قسم کے اقوال اور حرکات ضرور مروی ہوتے کیونکہ ہمارے دین کا مدار تعلیم نبوی پر ہے اور بلا واسطہ تعلیم یافتہ جماعت پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ان حضرات کے افعال واقوال، حرکات وسکنات اس قسم کے پیش نظر ہوجاتے ہیں کہ اس آخری زمانے کے اہل توحید سے ان کو کوئی مناسبت نہیں بلکہ بالکل تضاد اور مخالفت ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کی توحید بدعت ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانے میں نہ تھی اہل ایمان کو صحابہ کے اعتقاد سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کہاں آپکے بول وبراز کے ساتھ بھی ہمسری کا دعوی نہ کریں۔

اور انصاف سے دیکھا جائے تو اس بول وبراز سے ہمسری کا دعوی ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ شفاء میں قاضی عیاض (رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جہاں آنحضرت ﷺ حاجت بشری سے فارغ ہوتے تو بول وبراز کو زمین فوراً نگل جاتی اور وہاں خوشبو مہکتی رہتی۔

اب یہ کہئے کہ کون دعوی کرسکتا ہے کہ اس کے جسم سے خوشبو مہکتی ہے۔ اس کا تجربہ آسان ہیکہ جو صاحب دعوی کریں ان کو گرمی میں گرم لباس پہنا کر کسی گرم

مقام میں بٹھادیجئے اور کوئی اجنبی آدمی کو انکے پاس لاکر چھوڑ دیجئے ، اگر وہ لاحول پڑھتاہواوہاں سے نہ بھاگ جائے تو ہم سے پوچھئے! اس سے ظاہر ہوجائیگا کہ وہ بُو انہی کے جسم کی تھی ، ایسے گندہ جسم والوں کو کیا اس معطر بول وبراز کی ہمسری کا دعوی قابل قبول ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔ یہ حضرت کے جسمانی فضلات کا حال ہے کہ وہ بدر جہااوروں کے جسم سے افضل تھے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک بلکہ لباس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی ۔ چنانچہ خصائص کبری میں کتب معتبرہ سے یہ روایت نقل کیا ہے، اس کے مقابلے میں اپنا حال دیکھ لیجئے کہ مکھیاں کس قدر ناک میں دم کردیا کرتی ہیں، اور یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ مکھیوں کو کونسی چیز مرغوب باطبع ہے۔

بہرحال آدمی کو چاہئے کہ اپنی حد سے تجاوز نہ کرے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ایاز حدّ خود بشناس

اس تقریر سے بفضلہٖ تعالی یہ ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کے ساتھ کوئی ہمسری نہیں کرسکتا اور کیونکر کر سکے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک ظاہراً جسم تھا اور درحقیقت نور تھا۔ جس پر روشن دلیل یہ روایت ہے، جو خصائص کبری میں ذکوان رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دھوپ میں یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ (مقاصد الاسلام ج9 ص264، 266)

ہو تصرف کیوں نہ پھر اُس ہاتھ کا اکوان میں ☆ جس کو خالق نے یداللہ کہہ دیا قرآن میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کامل بنایا، آپ کو دونوں جہاں میں تصرف کرنے کا حق واختیار عطا فرمایا ، اسی وجہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیجاہ میں دنیوی واخروی ہر ضرورت لے کر حاضر ہوتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حاجت روائی فرماتے ۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام تحریر فرماتے ہیں:

''خصائص کبریٰ میں ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں گھوڑے پر سوار ہوتا تو گر جاتا تھا حضرت سے یہ حال عرض کیا، آپ نے میرے سینہ پر اپنا دست مبارک مارکر فرمایا: **اللھم ثبتہ واجعلہ ھادیا مھدیا** ۔ وہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد میں گھوڑے پر سے کبھی نہ گرا۔ انتہی ۔

اگر سلاطین کے روبرو کوئی سپاہی اپنے اس قسم کی حالت کو ظاہر کرے تو مورد عتاب شاہی ہو جائے، مگر سبحان اللہ! سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کس صفائی سے جریر رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ عیب بیان کیا اور کس عمدگی سے حضرت نے اسکی اصلاح فرمائی ۔

اصل یہ ہے کہ صحابہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر قدرت حاصل ہے کہ جو چاہیں کریں اس وجہ سے وہ ایسے امراض وحوائج پیش کرتے تھے کہ سوائے خدائے تعالی کے کوئی دوسرا اسکا علاج وحاجت روائی نہ کر سکے اور حضرت بھی انکے خیال کے موافق ان کی حاجت روائیاں فرماتے تا کہ انکا اعتقاد راسخ اور ایمان مستحکم ہو جائے ۔

اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت فرما دیتے کہ گھوڑے پر سے گر جانا تمہارا طبعی امر ہے، مجھے اس سے کیا تعلق؟ بخلاف اسکے حضرت نے دست مبارک انکے سینہ پر مارکر یہ ثابت فرما دیا کہ ہمارے دست قدرت میں حق تعالی نے یہ بات رکھی ہے کہ ہمیشہ کے لئے تمہاری یہ شکایت کو دفع کریں ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ

ہمیشہ معرکوں میں گھوڑوں پر سوار ہوتے اور شہسواری کی داد دیتے۔''

(مقاصدالاسلام،ج9،ص8،9)۔

حضورعلیہ ہر عالم میں شاہوں کے شاہ ہیں

امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ نے بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق حدیث صحیح مستدرک میں ذکر فرمائی ہے:

''عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لی وزیرین من اهل السماء ووزیرین من اهل الارض فاما وزیرا ی من اهل السماء فجبریل ومیکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابوبکر وعمر۔	ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میرے دو وزیر آسمان میں ہیں اوردو وزیر زمین میں ہیں ، اب رہا آسمان والوں میں میرے دو وزیر تو وہ جبریل ومیکائیل ہیں اور زمین والوں میں میرے دو وزیر تو وہ ابوبکر وعمر ہیں۔

(مستدرک علی الصحیحین ،کتاب التفسیر،سورۃ البقرہ،حدیث نمبر3002/جامع الترمذی،ابواب المناقب ج2ص209،حدیث نمبر: 3613/زجاجۃ المصابیح،باب مناقب ابی بکروعمررضی اللہ عنہما،ج5ص271)

حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب ملائکہ میں سے دوفرشتے جبریل ومیکائیل جیسے جلیل القدر آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کے دو وزیر آسمانوں میں اور دو وزیر اہل زمین میں ہیں تو اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بادشاہ عالم علوی وسفلی ہونے میں کیا تأمل ہے۔(مقاصد الاسلام ج11 ص51)

زمین وافلاک فرش راہت مقام محمود جائگاہت
ملائک وانس وجاں سپاہت تودر عوالم شہ شہانی

زمیں اور فلک، آپ کی فرش راہ ہے، مقام محمود آپ کی جلوہ گاہ ہے
جن وانساں فرشتے در کے سپاہ ہیں، ہر عالم میں آپ شاہوں کے شاہ ہیں

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ قدس سرہٗ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار وتصرف

صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے: ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہے کہ حدیبیہ کے دن صحابہ کرام کو شدت سے پیاس ہورہی تھی، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برتن تھا آپ نے اس سے وضو فرمایا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے برتن مبارک کے پانی کے سوا کوئی اور پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پینے کیلئے استعمال کریں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک برتن میں رکھا تو آپ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی چشموں کی طرح جوش مارنے لگا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''تو ہم سب سیراب ہوئے اور وضو کئے۔'' راوی

حدیث حضرت سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اس دن آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ آپ نے فرمایا: **لو کنا مائة الف لکفانا کنا خمس عشرة مائة.** اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تب بھی پانی ہمیں ضرور کافی ہوجاتا، ہم پندرہ سو (1500) تھے۔(صحیح البخاری، باب علامات النبوۃ فی الإسلام . حدیث نمبر:3576)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار وتصرف سے متعلق صحیح بخاری ومسلم کی متعدد روایات ذکر کرنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ایمان افروز بحث فرمائی ہے:

یہ روایتیں بخاری اور مسلم میں موجود ہیں جن کا انکار ہو نہیں سکتا خصوصاً حضرات غیر مقلدین تو ان میں ذرا بھی شک نہیں کرسکتے۔ دیکھئے ان رویات میں اس کا ذکر بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی انگلیوں سے موجود کرنا چاہا، اُس قت دعا کی کہ ہو کہ الٰہی تو میری انگلیوں سے پانی پیدا کرکے سب کو سیراب فرما۔ بلکہ بطور خود پانی میں ہاتھ رکھ دیا اور پکار دیا کہ پانی پینے چلے آؤ کونسا پانی جو اب تک معدوم تھا اور اب حضرت کے دست مبارک کے کرشمہ سے وجود میں آیا ہے۔

کیا اِس مقام میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسے احادیث بیان کرنے والے مشرک ہیں؟ جن کی تقریر سے شرک فی التخلیق لازم آتا ہے میری دانست میں یہ کہنا بے ادبی ہوگا کیونکہ اگر ایسے خیالات مشرکانہ ہوتے ہوتو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

فرض تھا کہ پانی کی زیادتی کے لئے دعا کر کے اُس شرک سے لوگوں کو بچاتے ۔

اِس قسم کے حملے صرف علماؤں پر ہی نہیں بلکہ در باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف سے پانی جو پیدا ہو گیا وہ مستقلا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف نہ تھا، بلکہ ہر مسلمان سمجھتا ہے کہ وہ تصرف واقتدار خدائے تعالیٰ کی طرف سے حضرت کو عطا ہوا ہے۔ شرک تو جب ہو کہ حضرت کو یا اولیاء اللہ کو مستقل بالذات با اقتدار مانیں یعنی یہ اعتقاد ہو کہ اگر خدائے تعالیٰ بھی اُن کے تصرف کو روکنا چاہے تو نہ رک سکے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالیٰ کی قدرت مستقل اور دوسروں کی عطائی یا ظلی ہونا' بار ہا بیان فرما دیا تو اب اس کی ضرورت نہ رہی ہر وقت دعا کر کے مسلمانوں کو معلوم کرائیں کہ ہماری قدرت مستقل نہیں ہے ۔(مقاصد الاسلام ج9 ص19/20)

۞ بے مثال سخاوت ۞

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطاو بخشش، جود ونوال سے متعلق روایات نقل کرنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی مؤرخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح سخاوت کرنے والے کو پیش نہیں کرسکتا، آپ کا گراں قدر تبصرہ ملاحظہ ہو:

ایک ایک شخص کو سو سو اونٹ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا دئے ہیں، قبیلۂ ہوازن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام، لونڈیاں، بکریاں وغیرہ جو بخشش کیں اس کی قیمت کا اندازہ "پچاس کروڑ درہم " کا کیا گیا ہے۔

اب کہئے! کیا کوئی فقیر اتنی بخشش کرسکتا ہے؟ فقیر کو جانے دیجئے کیا کوئی تاریخ داں کسی پادشاہ کو نظیر میں پیش کرسکتا ہے جس کی سخاوت اس حد تک پہنچ گئی ہو؟ ممکن نہیں!

اس لئے کہ سلاطین تو فقر وفاقہ کو شقاوت سمجھتے ہیں اور کثرت خزائن کوسعادت پھر ایسا کون سا بادشاہ ہوگا جو سعادت کو چھوڑ کر شقاوت حاصل کرے؟

یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا کام تھا کہ جتنا مال آ گیا جلدی سے اسے خرچ کردیا تا کہ فقر کی دولت بے زوال ہاتھ سے جاتی نہ رہے۔(مقاصد الاسلام، حصہ 5،ص38)

۞ افضل الانبیاء ﷺ خیر البشر ہیں ۞

حضرت شیخ الاسلام اہل سنت وجماعت کے عقیدۂ صحیحہ اور فرقہ وہابیہ کے باطل عقیدہ کے درمیان بصراحت ووضاحت فرق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''وہابیہ کہتے ہیں کہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم جیسے ایک معمولی آدمی تھے، اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ بیشک آدمی ہیں مگر تمام آدمیوں سے بلکہ تمام عالم سے افضل ہیں، خدائے تعالی نے آپکو رحمۃ للعالمین بنایا اور علم اولین وآخرین آپکو عطا ہوا، اسکے سوا اور بہت ساری خصوصیتیں ہیں جن کو حقانی علماء خوب جانتے ہیں۔''(مقاصد الاسلام ج6 ص252)۔

۞ معجزات کے بارے میں سرسید کے باطل نظریات کا رد ۞

حضرت شیخ الاسلام ایک نابغہ روزگار شخصیت کی حیثیت سے اپنے زمانے کے فتنہ پروروں سے بخوبی واقف تھے چنانچہ آپ نے ہر باطل نظریہ کا رد بلیغ فرمایا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام نے سرسید کے باطل عقائد کا رد بلیغ فرماتے ہوئے ان کی لکھی ہوئی تفسیر کی حیثیت سے متعلق تحریر فرمایا:

''اب سید صاحب جو اپنے آپ کو اہل اسلام میں شریک فرماتے ہیں کمال تبرع ہے جسکا شکر یہ ادا کرنا چاہئے ؛ مگر اسی حد تک کہ مسلمانوں کی مردم شماری کی تعداد انکے اور انکے اَتبَاع (پیروکار) کے نفوس سے زیادہ ہو رہی ہے لیکن اسلام کے اندرونی مسائل میں وہ یا انکے ہم خیال کوئی محققانہ بحث کریں تو اس کی وقعت کسی فیلسوف یا دھریہ کے قول سے زیادہ نہ ہو۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سید صاحب نے قرآن کی جو تفسیر لکھی ہے اس سے انکا مقصود قرآن کو رد کرنا ہے'' (مقاصد الاسلام ج2 ص166، 167)

سرسید کے انکار معجزات سے متعلق تفصیلی بحث فرمانے کے بعد اختتام کتاب مقاصد الاسلام حصہ دوم پر رقمطراز ہیں:

''الغرض معجزات کو ماننے کی صلاحیت عقل میں نہ ہوتی تو عقلاء جاپان ان امور کے سننے پر دین اسلام کو ہر گز قبول نہ کرتے , غیرت کا مقام ہے کہ اسلام سے بیگانے تو معجزات کو سن کر ایمان لائیں اور اس زمانہ کے موروثی مسلمان معجزات کا انکار کر کے مسلمانوں سے علیحدہ ہو جائیں۔

حق تعالی اس زمانہ کے کل مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ بغیر چوں و چرا کے پورے قرآن وحدیث پر پورے طور پر ایمان لائیں۔ (مقاصد الاسلام ج2 ص 168، 169)۔

''الکلام'' کی تردید اور علمی تحقیق

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ علامہ شبلی نعمانی کے باطل تاویلات کا علمی رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اب اگر اسی غلط بحث کا نام تحقیق مذہب ہے تو حکمت قدیمہ وجدیدہ کو پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف یہی فرمادیتے کہ اہل مذہب کچھ ہی کہا کریں قرآن وحدیث میں کچھ ہی ہوا کرے مگر ہم خدا کو بھی نہ مانیں گے تو یہ جھگڑا نہایت آسانی سے طے ہوجاتا اور دس پانچ ورق سیاہ کرنے کی زحمت بھی نہ ہوتی۔

اب اہل انصاف غور کرسکتے ہیں کہ مولوی صاحب کے مذہبی تحقیقات کس درجہ پایہء اعتبار سے ساقط ہیں، اس سے بڑھکر کیا ہوکہ عبارتوں میں بھی تحریف ثابت ہوگئی۔'' (مقاصدالاسلام ج3 'ص73،74)۔

شبلی نعمانی صاحب کی عقائد پر لکھی گئی کتاب ''الکلام'' کا رد بلیغ فرمانے کے بعد شیخ الاسلام نے لکھا ہے:

''ہم نے اپنا فرض منصبی ادا کردیا اس پر بھی اہل اسلام ''الکلام'' کو اسلامی کتاب سمجھیں تو مختار ہیں **وما علینا الا البلاغ**۔'' (مقاصدالاسلام ج3،ص88)۔

۞ ناصحانہ پیام افرادامت کے نام ۞

حضرت شیخ الاسلام نے بدمذہب افراداور اہل قرآن جیسے عبداللہ چکڑالوی، محمد حسین انجینئر کے باطل نظریات کا رد کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''اب ان میں اور آریہ وغیرہ مخالفین اسلام میں فرق کرنے کی کیا ضرورت ہے جیسے آریہ وغیرہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مغالطات سناتے ہیں اور

ہمارے دین کی توہین کرتے ہیں یہ بھی وہی کام کررہے ہیں، تمام مسلمانوں بلکہ صحابہ تک کو مشرک کہدیا اور درباطن قرآن پر الزام لگایا کہ ابتک قرآن نے جو تعلیم کی ہے جسکے تمام مسلمان قائل ہیں یہ شرک کی تعلیم تھی؟ اب بھی اگر مسلمان لوگ ان کو مسلمان اور اہل قرآن سمجھیں تو انکی عقل کی خوبی ہے۔'' (مقاصد الاسلام، ج4، ص86)۔

۞ عقیدۂ ختم نبوت وردقادیانیت ۞

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کا سلسلہ آپ پر ختم فرمایا، اب کوئی نبی یا رسول آنے والے نہیں قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گےتو بحیثیت نبی نہیں آئیں گے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور شریعت محمدیہ پر عمل پیرا رہیں گے۔ بعض گوشوں سے عقیدۂ ختم نبوت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی ناپاک ومذموم کوشش کی گئی، اس میں تاویل کرنے کے لئے عقل کو دخل دیتے ہوئے فلسفی بحث کا سہارا لیا گیا جبکہ ختم نبوت کا عقیدہ نص قرآنی متواتر المعنی احادیث مبارکہ، آثار صحابہ اوراجماع امت سے ثابت ہے۔

کذاب ودجال غلام احمد قادیانی کے باطل دعووں کا جواب دینے کیلئے شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انواراللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ نے دوضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ''افادۃ الافہام'' تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے اس کا حرفاً حرفاً رد کیا ونیز انوارالحق تصنیف فرمائی، جس کے ذریعہ اس کے باطل نظریات کا دندان شکن جواب دیا اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا، ''افادۃ الافہام'' کی

ابتداء میں آپ نے ''مفاتیح الاعلام'' کے نام سے ایک فہرست مرتب فرمائی جس میں اس کی ان عبارتوں کو جمع کیا جن سے گمراہی وضلالت اور کفر وارتداد واضح ہوتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ احایث شریفہ کے ذریعہ غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوی کا جواب دینے کے بعد رقمطراز ہیں:

''چنانچہ بخاری وغیرہ کی احادیث صحیحہ صاف کہہ رہی ہیں کے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعوی کرے وہ دجال اور کذاب ہے۔

کیا اب بھی مسلمانوں کو اس باب میں شبہ ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ ان کو نہ ماننے والا کافر اور دوزخی ہے یہ بات صحیح اور مطابق واقع کے ہوسکتی ہے؟ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کا بھی دل پر کچھ اثر نہ ہوتو سوائے اِنّاللّٰہِ پڑھنے کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، البتہ اپنے مسلمان بھائیوں سے اتنا تو ضرور کہیں گے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہر وقت پیش نظر رکھیں ورنہ ہر زمانے میں بہکانے والے اقسام کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں''۔

(افادۃ الافہام حصہ اول ص292/293)

قادیانی دائرہ اسلام سے خارج اور ابدی جہنمی ہے

شیخ الاسلام نے مرزائے قادیان کو اس کے جھوٹے دعوائے نبوت کی بنیاد پر مسیلمہ کذاب کا پیروکار بتلاتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں جہنمی قرار دیا ہے

حق تعالیٰ نے تیرہ ۱۳۰۰ سو برس پہلے اپنے کلام قدیم میں یہ بات شائع کردی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا کماقال تعالیٰ

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین . اب اس کے بعد کوئی دعوی نبوت کرے تو وہ مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہم کی قطار میں داخل ہے جس کی جہنمی ہونے میں کسی کو شک نہیں ، کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ قیامت سے پہلے بہت سے دجال نکلیں گے جو رسول ہونے کا دعویٰ کرینگے جیسا کہ امام احمد بخاری مسلم ابوداود اور ترمذی نے روایت کی ہے **عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله .**

(**افادة الافهام**، ج،2 ص 51)

شیخ الاسلام کی مسلمانوں کو نصیحت

مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے آگاہ ومتنبہ کرتے ہوئے حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ اس سے دور رہنے کی تلقین فرماتے ہیں:

ہم اپنے ہم مشربوں سے خیرخواہانہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی تقریروں سے اپنے ایمان کو صدمہ نہ پہنچنے دیں اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی کی بات نہ سنیں (افادۃ الافہام حصہ دوم ص 132)

قادیانی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیا جس کی زبردست تردید کرنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کو نصیحت فرمارہے ہیں:

مسلمانو! مرزا صاحب نے تمہارے نبی افضل الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام

کوموسی کا مثیل قرار دیا کیا اب بھی کسی اور کا مثیل سننے کا انتظار ہے؟ کیا تمہارے اور تمہارے اسلاف کے کان ایسے نا ملائم الفاظ سنّے کے آشنا تھے کب تک مرزا صاحب کی ایسی باتیں سنا کروگے؟ توبہ کرو اگر نجات چاہتے ہو تو ان کی ایک نہ سنو اور اپنے اسلاف کا اتباع کرو۔ (افادۃ الافہام حصہ دوم ص 47)

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے صاحب تحذیر الناس کی اس فلسفیانہ بحث کا دلائل معقول ومنقول کی روشنی میں محاسبہ کرتے ہوئے رد بلیغ فرمایا۔ اسی سلسلہ کی ایک بصیرت افروز دردمندانہ چشم کشا تحریر ملاحظہ ہو:

اب ہم ذرا ان صاحبوں سے پوچھتے ہیں کہ اب وہ خیالات کہاں ہیں جو "کل بدعة ضلالة" پڑھ پڑھ کے ایک عالم کو دوزخ میں لے جارہے تھے، کیا اس قسم کی بحث فلسفی بھی کہیں قرآن وحدیث میں وارد ہے یا قرون ثلثہ میں کسی نے کی تھی؟ پھر ایسی بدعت قبیحہ کے مرتکب ہوکر بحسبِ واقع کیا استحقاق پیدا کیا اور اس مسئلہ میں جب تک بحث ہوتی رہے گی اس کا گناہ کس کی گردن پر؟۔ (انوار احمدی، ص 52)۔

اس کے بعد شیخ الاسلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل فرمائی کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں تورات کا نسخہ تلاوت کرنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلال کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: اگر موسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ رہتا۔"

حضرت شیخ الاسلام اس حدیث شریف کو نقل کرنے کے بعد عقیدۂ ختم نبوت میں شک پیدا کرنے والی تحریر وتقریر سے متعلق رقم فرماتے ہیں:

''اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابیؓ باخلاص کی صرف اتنی حرکت اسقدر ناگوارطبع غیور ہوئی تو کسی زید وعمرو کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت میں شک ڈالتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی؟ کیا یہ ایذارسانی خالی جائیگی ؟ ہرگزنہیں! حق تعالی فرماتا ہے: **ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیاوالاخرةواعدلهم عذابا مهینا** (الاحزاب۔57) **نسئل اللّٰه تعالیٰ توفیق الادب وهو ولی التوفیق**. (انواراحمدی،ص55)۔

۞ ایک کروڑ احادیث کا ثبوت ۞

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے احادیث شریفہ کی کثرت کروروں میں بتلاتے ہوئے لکھا ہے:

جب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی حدیثوں کا اندازہ دس لاکھ ہوتو حضرت کے افعال وتقریراوراصحاب وتابعین کی کثرت کے لحاظ سے ان کے اقوال وافعال وغیرہ کا اندازہ کیا جائے تو کروروں کی نوبت پہنچ جائے گی۔ حالانکہ روئے زمین پراتنی حدیثوں کا وجوداب باقی نہیں۔البتہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے کرور حدیثوں کا پتہ لگتا ہے جیسا کہ طبقات کبریٰ میں شیخ الاسلام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: **قال عبد الله ابن احمد رضی الله عنه کتب ابی عشرة الاف الف حدیث لم یکتب سوادا فی بیاض الا حفظه** ۔مگر وہ بھی مفقود ہیں۔پھراُن میں سے صحیح کچھ اوپر سات لاکھ حدیثیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ثابت ہیں، جیسا کہ تدریب الراوی میں امام سیوطی نے لکھا ہے: **قال ابن الجوزی حصر الاحادیث یبعد امکانه غیر**

ان جماعة بالغوا فی تتبعهما وحصروها. قال الامام احمد صح سبعمائة الف و کسر اورامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک لاکھ صحیح حدیثیں مجھے یاد ہیں اور دولاکھ غیر صحیح ،جیسا کہ مقدمہ فتح الباری میں شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

اب صحیح کی حدیثوں کو بھی دیکھ لیجئے کہ کتنی ہیں ؟ جواہر الاصول میں شیخ ابوالفیض محمد ابن علی الفارسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بخاری ومسلم میں بحذف مکررات صرف چار ہزار حدیثیں ہیں ۔ وہ بھی صرف احادیث مرفوعہ نہیں ، اُن میں صحابہ اور تابعین کے اقوال وافعال وتقریر بھی شامل ہیں ۔ پھر وہ بھی صرف احکام سے متعلق نہیں ۔ بلکہ اُن میں فضائل اور قصص وحکایات وغیرہ بھی شریک ہیں۔

اب غور کیجئے کہ کہاں ایک کرور یا سات لاکھ حدیثیں اور کہاں چار ہزار ۔ وجدان صحیح اور ذوق سلیم سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ جن اہل احتیاط محدثین واکابردین کے پیش نظر وہ لاکھوں حدیثوں کا ذخیرہ ہو، کیاممکن ہے کہ وہ دین کوان دوچار ہزارحدیثوں میں منحصر کردیں گے؟ ہرگزنہیں،غرض کہ ان حضرات نے جن کے سلسلۂ تلامذہ میں ہونے پر امام بخاری ومسلم وغیرہماؒ کو ناز ہے، جب دیکھا کہ فقہاء خصوصاً امام اعظم رحمہ اللہ فن حدیث میں کامل اور قوت اجتہادیہ اورتورع میں بےنظیر ہیں اس لئے ان کے اجتہاد کو تسلیم کرکے مدت العمر اُن کے ممنون رہے ۔ (حقیقۃ الفقہ ،ج1،ص152 تا153)

۞ صحیح احادیث صرف صحاح ستہ میں ہی نہیں ۞

اہل سنت کے عقائد اور فقہ حنفی کے مسائل سے متعلق صرف صحاح ستہ سے

احادیث کا مطالبہ کرنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے ایک انتہائی تحقیقی بحث آپ نے سپرد قلم کی ہے:

کل احادیث صحاح ستہ میں موجود ومنحصر نہیں ہیں چنانچہ شیخ ابوالفیض محمد بن علی الفارسی رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر الاصول میں لکھا ہے کہ صحیحین یعنی بخاری اور مسلم میں بلاتکرار کل چار ہزار حدیثیں ہیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ ابوداؤد میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں انتھیٰ، اس میں اکثر مکررات بھی ہیں اور وہ بھی ہیں جو صحیحین میں موجود ہیں۔

علی ہذا القیاس، باقی کتب صحاح میں اکثر وہ حدیثیں ہیں جو ان تینوں کتابوں میں موجود ہیں۔ بہر حال اگر شمار کیا جائے تو کل صحاح ستہ میں دس بارہ ہزار حدیثوں سے زائد نہ نکلیں گے حالانکہ قسطلانی نے شرح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ لاکھ حدیثیں صحیح مجھے یاد ہیں۔امام سخاوی نے فتح المغیث میں لکھا ہے: **ذکر ابو محمد السرخسی راوی الصحیح و من تبعہ ان الذی لم یخرجہ البخاری من الصحیح اکثر مما اخرجہ.** اور جواہر الاصول میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ حدیثیں صحیح ہیں۔

ہر مسئلہ میں صحیح حدیث کا مطالبہ کرنا' ائمہ محدثین پر اعتراض کرنے کے مترادف ہے اور اس کی وجہ سے مختلف خرابیاں لازم آتی ہیں، حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے اس سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اب دیکھئے کہ اگر صحاح ستہ ہی پر صحیح حدیثوں کا مدار رکھا جائے تو لاکھوں

حدیثیں صحیح بیکار ہوئی جاتی ہیں اور تصنیف ان کتابوں کی لغوٹھہر جاتی ہے حالانکہ ایسے ایسے محدثین جن کا حال اظہر من الشّمس ہے، بے فائدہ کام کے مرتکب نہیں ہو سکتے اور اہل علم یہ تو بخوبی جانتے ہیں کہ بڑے بڑے محدثین مثل ابن حجر عسقلانی وغیرہ ہزار ہا مواقع میں سوائے صحاح ستہ کے دوسرے کتب حدیث سے برابر استدلال کیا کرتے ہیں ۔ پھر ہر بات پر صحاح ستہ کی حدیث کا طلب کرنا تکلیفِ مالایطاق ہے بلکہ یہ الزام درحقیقت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر محدثین پر عائد ہوگا کیونکہ باوجودیکہ لاکھوں حدیثیں صحیح یاد رکھتے تھے کیوں جمع نہ کیں اور ہم یہ گمان کبھی نہیں کر سکتے کہ ان حضرات نے بخل کیا ہے بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر محدث کو تالیف کے وقت ایک مقصود خاص پیش نظر رہا کیا ہے جس کی تکمیل کی انہوں نے فکر کی اور یہ مقصود کسی کے پیش نظر نہ رہا کہ انحصار جمیع احادیث صحیحہ کا کیا جائے ورنہ یہ دعویٰ کرتے کہ اپنی تصنیف کے سوا کل حدیثیں موضوع یا ضعیف ہیں حالانکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے ابھی معلوم ہو چکا کہ لاکھوں صحیح حدیثوں کے وجود کا انہوں نے اعتراف کیا ہے۔(انوار احمدی،ص3 تا4)

۞ قوت استدلال میں کمزوری آنے کی وجہ ۞

متقدمین کی علمی تحقیقات، فقہی استنباطات اور وجدانی کیفیات پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ احادیث وآثار سے ثابت نہیں ہیں، حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے ان بزرگوں کی استدلالی قوت کو واضح کرتے ہوئے دلچسپ بحث فرمائی ہے:

بات یہ ہے کہ جیسے قوت ایمانیہ میں ضعف بڑھتا چلا جاتا ہے ویسا ہی قوت نظری وفکری میں بھی روز بروز کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔اب اگر کوئی کثرت تصانیف کو پیش کر کے کچھ دعویٰ کرے تو اس کا ابطال ان احادیث شریفہ سے ہوجائیگا جن میں خیر القرون ہونا اس زمانہ کا اور کم ہوجانا علم کا آخری زمانہ میں وارد ہے۔ اورابن تیمیہ نے رفع الملام عن الائمۃ الاعلام میں لکھا ہے؛**بل الذین کانوا قبل جمع ھذہ الدوین کانوا اعلم بالسنیة من المتاخرین بکثیر لان کثیرا ممابلغھم و صح عند ھم قد لایبلغنا الا عن مجھول اوباسناد منقطع او لا یبلغنا بالکلیة کانت دواوینھم صدورھم التی تحوی اضعاف مافی الدواوین و ھذا امر لایشک فیه من علم القضیة.**
یعنی کوئی عالم اس میں شک نہیں کرسکتا کہ قدماء متاخرین سے بہت زیادہ علم رکھتے تھے بہت سی حدیثیں ہم تک پہنچی ہی نہیں اوراگر پہنچی تو ضعیف ہوکر ان کے نزدیک وہی حدیثیں صحیح تھیں۔(انواراحمدی،ص 263 تا264)

ﷺ فضائل سے متعلق ضعیف احادیث ﷺ

اعمال کے فضائل اوران کے اجروثواب سے متعلق جوضعیف روایتیں وارد ہیں جب تک کہ وہ موضوع نہ ہوں ،اُن سے ثواب کی امید رکھنا چاہئے ،حدیث ضعیف پر عمل سے متعلق شیخ الاسلام کی تفصیلی ،بصیرت افروز اورچشم کشاتحریرملاحظہ ہو؛

محدثینِ اہل سنت نے جتنے حدیثیں فضائل اعمال کی بلاتصریح کرنے موضوعیت کے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں اوراُن احادیث کوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانب منسوب کرکے ان کوقبول کرنے کے لئے ارشادفرمایا جس

پرعمل کرنے سے ضرورتوقع ثواب جوان میں مذکور ہے۔اگر چہ وہ حدیثیں موضوع بھی ہوں لیکن صدق دلی اور پاک اعتقادی سے عمل کرکے ثواب حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں،کیا ضرور جوناحق ان میں احتمالات پیدا کریں جس سے ظنِ ثواب جاتا رہے اور مہلک شک پڑجائے تو جس کے ثواب سے محرومی نصیب ہو۔ اگر محدثین نے بحث کرکے اسناد کوموضوع ٹھہرایا اوراس کو اپنا فرض منصبی سمجھا تو ہم لوگوں کوضرور نہیں جو بے سمجھی سے بے موقع بے معنی ان کی اتباع کرکے (متن حدیث) کوموضوع کہنے لگیں جس سے سوائے حرمانِ ثواب کے اور کیا حاصل ہوگا۔

برخلاف اس کے اگر اعتقاداً اس حدیث کے روایت کرنے والوں کی تقلید کرکے اس کوموضوع نہ سمجھیں اوراس پرعمل کریں توانشاءاللہ تعالی ضروراس ثواب کے مستحق ہوجائیں گے جس کا اس میں وعدہ ہے۔اب ہرایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب دونوں صورتوں میں تقلید ہی ہے تو وہ تقلید کیوں نہ اختیار کریں جس سے کچھ فائدہ ہومگر دولت حسن ظن ایسی نہیں ہے جو ہرکس وناکس کے ہاتھ آئے اور بدظنی سے ہرکسی کومدارج ومراتب عُلیا حاصل ہوں۔غرض فضائل اعمال میں جواحادیث وارد ہیں ان کی عملی توسیع کھلے ہمت سے بڑھانا اور دائرہ حسن ظن کو وسیع کرنا چاہئے۔چنانچہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح المغیث میں لکھا ہے: **حکی النووی فی عدة من تصانیفه اجماع المحدثین وغیرهم علی العمل به ای بالحدیث الضعیف فی الفضائل ونحوها.** (الکلام المرفوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع،ص109 تا110)

اعمال کے فضائل سے متعلق ضعیف احادیث مبارکہ پرعمل کرنے کا فائدہ اور

اس سے روگردانی اختیار کرنے کا نقصان وزیاں واضح کرتے ہوئے ارشادفرمایا:

یہ بات محقق ہے کہ (احادیثِ احکام وعقائد) میں کمال احتیاط ہونا چاہئے اس لئے کہ فضائل میں نسخ اور تعارض نہیں۔ اس میں فوائد یہ ہیں کہ کسی اچھے فعل کا کرنا خواہ قسم عبادت یا حسن اخلاق وغیرہ سے ہو عامل کو مقصود اور مطلوب ہوتا ہے۔ اگر اس عبادت میں ثواب کا وعدہ ہے تو اللہ تعالی کا فضل وکرم وسیع ہے **ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء** اگر کوئی اس فعل یا عبادت کو کر کے امیدوار فضل کا ہونا چاہے تو جہاں حق تعالی کے لفظ (کُن) سے ہزار ہا عالم بن گئے اس کے وسیع رحمت سے اس بیچارہ کی نیت صدق پر ثواب ملنا کچھ غیر ممکن نہیں۔ اگر عمل نہ کر کے بیجا ایرادیں نکالیں اور تحقیق کریں کہ وہ وعدہ کس کے ذریعہ سے پہنچا تھا، اور پہنچانے والا معتبر تھا یا نہیں۔ سوا حرماں کے اور کیا ہو سکتا ہے بخلاف احکام کے، کہ اس میں بحسب مصلحت شرع نسخ اور تغیر وتبدل ہوتے رہے۔ مثلاً شراب کسی امت میں حلال رہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ابتدا میں حکم تھا کہ بحالت سُکر نماز نہ پڑھیں پھر اُسی شراب کو ممانعت اور حرمت ہوگئی اور ہمیشہ کے لئے ہی آخر حکم کا اعتبار ہوتا ہے **کماھو مسلم عند الفقهاء والمحدثین ھو الموفق المعین وآخر دعٰونا ان الحمدلله رب العٰلمین.** (الکلام المرفوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع، ص110 تا111)

۞ جن وانس کی تخلیق کا مقصد ۞

اللہ تعالی نے تمام جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون.** ترجمہ: اور میں نے جن

وانس کواسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔(سورۃ الذاریات:56)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہمارامقصدِ تخلیق عبادت خداوندی ہے،اور شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں ابن عساکر کے حوالہ سے حدیث شریف نقل کی ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر پیام الٰہی سناتے ہیں: اللہ تعالی فرماتا ہے: اے نبی! اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے تو آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے، اور میں نے کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو، اور یقین جانئے کہ میں نے دنیا اور دنیا میں رہنے والوں کو اسی لئے پیدا کیا کہ آپ کی بزرگی وعظمت اور قدر ومنزلت جو میرے دربار میں ہے اس سے انہیں واقف کراؤں، اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ج1،ص121/120)

اب یہاں انسان کی تخلیق کے دو مقصد سامنے آگئے (1) عبادت خداوندی (2) معرفت مقام مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سورۂ ذاریات کی آیت کریمہ کے ذریعہ معلوم ہورہا ہے کہ مقصد تخلیق "اللہ تعالی کی عبادت" ہے اور مواہب لدنیہ وابن عساکر کی روایت سے معلوم ہورہا ہے کہ مقصد تخلیق "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبہ کی معرفت" ہے۔

۞ حضرت شیخ الاسلام کی بیان کردہ نفیس تطبیق ۞

بظاہر اس حدیث شریف اور آیت کریمہ میں تعارض نظر آتا ہے لیکن حضرت شیخ

الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ اور حدیث شریف کے درمیان اس طرح تطبیق کی کہ یہی حدیث شریف اس آیت کریمہ کی تشریح وتفسیر نظر آنے لگی۔ جس سے یہ بات بھی واشگاف ہوجاتی ہے کہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کو علم تفسیر وعلم حدیث پر کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ فرماتے ہیں:

''اورایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ عالم اس لئے پیدا کیا گیا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور مرتبہ دکھلایا جائے۔

کمافی المواھب اللدنیۃ وفی حدیث سلمان عند ابن عساکر قال ھبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربك یقول ان کنت اتخذت ابراھیم خلیلا فقد اتخذتك حبیباً وما خلقت خلقاً اکرم علی منك ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتك ومنزلتك عندی ولولاك ماخلقت الدنیا۔

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا اور کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو اور یقین جانئے کہ میں نے دنیا اور اس کے لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا کہ ان کو بزرگی اور مرتبہ آپ کا معلوم کراؤں جو میرے نزدیک ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا کو میں پیدا نہ کرتا۔ انتھیٰ۔

آیات قرآنیہ اور احادیث وآثار سے اس مضمون پر سیر حاصل بحث کرنے کے

بعد آیت کریمہ اور حدیث شریف میں ہونے والے ظاہری تعارض کو دور کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

''جواب اس کا یہ ہے کہ ضرور نہیں کہ ہر کام میں ایک ہی مقصود ہوا کرے، ادنیٰ عقلمند کے ایک ایک کام میں کتنے اغراض ہوا کرتے ہیں چہ جائے کہ خدائے تعالیٰ کا کام، اور وہ بھی اتنا بڑا جو آفرینش عالم ہے، اس میں صرف ایک ہی مقصود رہنا کیا ضرور؟ دیکھ لیجئے عناصر اربعہ سے کتنے کام لئے جاتے ہیں کہ اگر غور کیا جائے تو عقل حیران ہوجائے۔

کیا تخلیق کے وقت یہ سب اغراض و منافع پیش نظر نہ ہوں گے؟ پھر اگر آفرینش ثَقَلین سے دونوں مقصود ہوں تو کیا قباحت لازم آئے گی۔ بلکہ ثقلین اگر باحسن وجوہ عبادت کریں اور تقرب الٰہی انہیں حاصل ہوجائے تو حضرت کا مرتبہ باحسن وجوہ سمجھ لیں گے۔ ہاں جن وانس کی نسبت اتنا لازم آسکتا ہے کہ ایک قصد اوّلی ہو اور ایک قصد ثانوی اور ممکن ہے دونوں اوّلی ہوں''۔ (انوار احمدی، ص19/18)

حضرت کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ عام انسان کام کرتا ہے تو اس میں ایک سے زائد حکمتیں اور مقاصد ہوتے ہیں تو یہ اللہ تعالی کا فعل مبارک ہے وہ بھی آسمان وزمین اور کل کائنات کی تخلیق، اس عظیم کام کے دو مقاصد ہیں: (1) عبادت خداوندی (2) معرفت مقام مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد حضرت نے مزید ایک نکتہ بیان فرمایا کہ اگر انسان و جنات پورے خشوع وخضوع اور تمام آداب واحکام کا لحاظ کرکے نہایت عمدہ طریقہ سے اللہ کی عبادت کریں جس کی بدولت انہیں اللہ تعالی کا قرب

حاصل ہوجائے تو وہ اس قرب خداوندی کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت جاننے لگ جائیں گے، خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو عبادت کے ذریعہ جوں جوں قرب خداوندی نصیب ہوتا جاتا ہے وہ توں توں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات سے آشنا ہوتا جاتا ہے۔

چونکہ ہمارا مقصد تخلیق عبادت الٰہی اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت ہے اسی لئے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کی تصانیف اور آپ کی مبارک تحریرات کی یہ نمایاں خصوصیت ہے کہ خواہ مضمون علم تفسیر کا ہو یا علم حدیث کا، علم فقہ کا ہو یا علم کلام کا، علم ادب کا ہو یا لغت کا ہر مقام پر عظمت خدا وعظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگارنگ جلوے نظر آتے ہیں۔

۞ صرفی قاعدہ سے وجود باری تعالی پر نفیس استدلال ۞

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے "سورۃ الناس" کی تفسیر میں لفظ "قُل" کی صرفی تحقیق کرتے ہوئے عشق وعرفاں کے موتیوں کو بکھیرا ہے۔

لفظ " قل "اجوف ہے،اس کے اندر "واو"پوشیدہ ہے،ظاہری طور پر لفظ "قُل" کو دیکھنے سے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں کوئی حرف پوشیدہ ہے،عربی گرامر سے ناواقف شخص اس کا ضرور انکار کرے گا،لیکن علم صرف کا جاننے والا کہے گا کہ اس میں تعلیل ہوئی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اس لفظ کے درمیان کونسا حرف پوشیدہ ہے؟ سو اس کو معلوم کرنے کے لئے اس لفظ کی اصل یعنی مصدر کی طرف رجوع کرنا ہوگا،جس سے معلوم

ہوگا کہ اس تعلیل شدہ لفظ میں کونسا حرف پوشیدہ ہے۔

کسی بھی شئی کو پہچاننے کے لئے اصل کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے، جب عقلاء نے لفظ پر غور وخوض کیا تو اس کی اصل یعنی مصدر تک پہنچ گئے اور مخلوقات پر غور وفکر کیا تو خالق تک پہنچ گئے۔

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی عارفانہ تفسیر کا اقتباس ملاحظہ ہو:

علمائے صرف نے تصریح کی ہے کہ ''قُل'' اجوف ہے اور اجوف اسے کہتے ہیں جس کے جوف یعنی بیچ میں حرف علت ہو۔ یہاں یہ پریشانی ہوتی ہے کہ ''قُل'' کے کُل دو حرف ہیں: پہلا قاف اور دوسرا لام، اس میں جوف ہی نہیں، تو جوف میں حرف علت کیسا؟ اگر بدوؤں سے کہا جائے کہ قُل کے اندر تیسرا حرف بھی ہے اور وہ حرف علت ہے تو باوجود یکہ وہ عرب ہیں مگر بادیہ کے رہنے والے ہیں اس کو ہر گز قبول نہ کریں گے اور یہی کہیں گے کہ ہم اپنے آباواجداد سے قُل کے دو ہی حرف سنتے آئے ہیں، یہ تیسرا حرف کہاں سے آ گیا؟ اگر ان کے مقابل میں صرفی دلائل قائم کئے جائیں تو وہ سب کا ایک ہی جواب دیں گے کہ إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰی أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰی آثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ.

یعنی: ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی پر پایا ہے اور ہم ان ہی کی پیروی کریں گے۔

پھر اگر کچھ زیادہ کہا جائے تو چونکہ بادیہ کے رہنے والے یعنی جنگلی ہیں، ضرور لڑائی ہو جائے گی۔ غرض کہ وہ کبھی نہ مانیں گے کہ ''قُل'' کے باطن میں بھی کوئی حرف ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

غرض کہ لفظ ''قُل'' کو اجوف کہنا اور اس کے اندر ایک حرف علت کا ماننا سمجھ

میں نہیں آ تا تھا، مگر جو عقلاء تھے انہوں نے دیکھا کہ قل کے معنی کہہ کہ ہیں جو امر کا صیغہ ہے، اس میں بھی قاف اور لام ہے اور "قال یقول قائل" وغیرہ میں بھی یہی قاف ولام ہیں، مگر ان کے ساتھ کوئی دوسرے حروف بھی ہیں تو ان کی عقل نے گواہی دی کہ ''قُل'' میں بھی کوئی حرف ضرور تھا جو کسی وجہ سے حذف ہو گیا۔

اب انہوں نے غور کیا کہ قال میں (الف) ہے اور قیل میں (ی) اور قول میں (واو) ان میں سے کونسا حرف اس میں ہوگا ؟ پہلے اصل کو تلاش کرنے کی ضرورت ہوئی، دیکھا کہ ماضی کے معنی ''کہا'' اور اسم فاعل کے معنی ''کہنے والا '' اور اسی طرح ہر صیغہ کے معنی میں " کہنے " کے معنی کے ساتھ کوئی اور زیادتی بھی ہے۔ اس سے معلوم کیا کہ ''کہنا'' جسکے معنی ہے وہی اصل ہے یعنی "قَولٌ "اسی کو مصدر اور سب کا اصل قرار دیا۔ اس وجہ سے کہ ایک ایک اعتبار سے اس کے نام بدلتے گئے وہی "قَولٌ " خاص وضع کے لحاظ سے ماضی، مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، ظرف، اسم تفضیل، وغیرہ بنتا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ مصدر ایک ایسی چیز ہے جو کہ سب میں دائر وسائر ہے۔ چونکہ مصدر میں واو تھا اس وجہ سے یقینی طور پر حکم لگا دیا کہ ''قَال'' میں بظاہر الف ہے مگر دراصل وہ بھی واو تھا، کسی وجہ سے وہ "واو" اس مقام خاص میں بشکل "الف " نمایاں ہوا، اور " قیل " میں اگر چہ (ی) ہے مگر وہ بھی واو ہی تھا جو کسی وجہ سے بشکل (ی) نمایاں ہوا۔ جاہل جہاں قال میں (الف) اور قیل میں (ی) دیکھتا ہے عالم وہاں قول کا واو خیال کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ظاہراً کچھ بھی ہو مگر باطن میں ''واو '' ہے۔ **دریافت اصل**: ہر چیز کی اصل دریافت کرنی ایک مشکل کام ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت نہ ہو کوئی اصل تک نہیں پہنچ سکتا۔ دیکھئے عالَم

کی اصل یعنی موجد مقرر کرنے میں کیسے کیسے عقلاء حیران ہیں ! کوئی کہتا ہے کہ اصل کچھ بھی نہیں، یہ سب یوں ہی بخت واتفاق سے کام چل رہاہے، کوئی کہتا ہے کہ مادہ اصل ہے جس کے انقلابات سے یہ صورتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ مگر جن کو خدائے تعالی نے ہدایت دی وہ جانتے ہیں کہ یہ سب مخلوق ہیں، جب تک کوئی مستقل وجود نہ ہو جس میں تمام صفات کمالیہ موجود ہوں مثلاً علم، قدرت، ارادہ وغیرہ کوئی چیز وجود میں نہیں آ سکتی۔

مصدر کو آپ جانتے ہیں کہ ظرف ہے، یعنی جائے صدور افعال، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مصدر یعنی قول کے اندر کل مشتقات یعنی قال یقول وغیرہ بھرے ہوئے ہیں ! بلکہ مطلب یہ کہ قول ہی سے ان تمام افعال کا صدور ہوا اور باوجود یکہ قال یقول قائل وغیرہ کے اشکال باہم ممتاز ہیں ان سب کا صدور مصدر سے ہے، جیسے کل افعال کا صدور روح سے ہوتا ہے، اگر روح نہ ہوتو چلنا ہو نہ پھرنا، نہ دیکھنا نہ سننا۔

اس سے ظاہر ہے کہ کل افعال کا مصدر روح ہے یعنی جتنے افعال کی شکلیں ہمارے اعضائے ظاہری سے دیکھی جاتی ہیں (مثلاً چلنے کے وقت ہمارے جسم میں ایک ایسی ہیئت پیدا ہوتی ہے جو بیٹھنے کے وقت نہیں ہوتی) ان سب کا مصدر وہی روح ہے، پھر روح بھی آخر ایک مخلوق چیز ہے جب تک اس کا مصدر نہ ہو عالم شہادت میں اس کا ظہور ممکن نہیں، کیونکہ بغیر مصدر کے کسی چیز کا صدور وظہور نہیں ہوسکتا۔

غرضکہ جس طرح عقلاء لفظ ''قل'' سے اس کے مصدر تک پہنچ گئے اسی طرح مخلوقات کو دیکھ کر خالق تک پہنچ گئے۔ اور جس طرح قل کے باطنی واو کو یقینی طور پر مان

لیا یہاں تک کہ اگر اس کے وجود پر قسم کھانے کو کہا جائے تو تعجب نہیں کہ عالمِ قسم کھا کر کہے کہ بے شک حرف علت یعنی واوقال میں ضرور ہے اور قال معتل ہے۔ اسی طرح عقلمند قسم کھا کر کہے گا کہ خدائے تعالی جس کو ایک اعتبار سے علت العلل بھی کہہ سکتے ہیں، موجود ہے گونظروں سے غائب ہے۔ (مقاصد الاسلام، حصہ 8، ص1/5)

۞ صرفی قاعدہ سے شان رسالت پر نفیس استدلال ۞

اس عارفانہ تشریح کے بعد حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ عشق ومحبت سے بھرپور ایک لطیف بحث کی ہے کہ "ماضی، حال اور مستقبل" تینوں زمانوں میں "ماضی" مقدم ہے، اور مصدر تمام مشتقات پر مقدم ہے، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مصدر سے نکلنے والا سب سے پہلا کلمہ "فعل ماضی" ہے، جسے مصدر سے خاص نسبت حاصل ہے، جو حال اور مستقبل کو حاصل نہیں۔

اور اللہ تعالی نے سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اللہ تعالی سے خاص تعلق اور نسبت ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر دل پذیر ملاحظہ ہو:

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ ''قَول'' سے ''قُل'' کس طرح بنا؟ سو پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ زمانہ ماضی بہ نسبت حال واستقبال کے مقدم ہے اور مصدر بھی تمام مشتقات پر مقدم ہے، اس مناسبت سے لازمی تھا کہ فعل ماضی مصدر سے صادرِ اول ہو۔ ہر چند مصدر میں کوئی زمانہ نہیں بلکہ اس کو جو نسبت ماضی کے ساتھ ہے وہی حال واستقبال کے ساتھ بھی ہے، مگر اس میں شک نہیں کہ تقدم کی وجہ سے

ماضی کو جو اس کے ساتھ نسبت ہے وہ مضارع کو نہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاص نسبت خالق عزوجل کے ساتھ ہے دوسرے کو نہیں ہو سکتی، کیونکہ آپ صادر اول ہیں جو اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے: انا من نور اللّٰہ و کل شیء من نوری . (مقاصد الاسلام، ج8 ص5)

۞ تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر نجات ناممکن ۞

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا ہے،اس باب میں وارد آیات کی حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے عالمانہ ومحققانہ تفسیر کی ،اورقرآن کریم کے اسرار ورموز کوواضح کیا،آپ فرماتے ہیں:

پہلے یہ بات معلوم کرنا چاہئے کہ جب تک کسی کی عظمت دل میں نہیں ہوتی اس کا ادب نہیں کیا جاتا،اس لئے حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب بجالانا اور تعظیم وتکریم کرنا لازم قرار دیا،چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ.

ترجمہ البتہ بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہد کہ (اپنی امت کے احوال اور جملہ انبیاء کی تبلیغ رسالت پر قیامت کے روز گواہی دیں) اور خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تا کہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مدد کرو اور شریف ومفخم سمجھو اور تعظیم وتوقیر کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔انتہیٰ ۔(انوار احمدی،ص188/189)

آیت شریفہ کے سیاق سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر آپ کی بعثت مبارکہ کا مقصود اصلی ہے، جسے حق تعالیٰ نے

ایمان کے ساتھ "لام" (لتؤمنوا) کے تحت بیان فرمایا ہے، (یعنی جس طرح بعثت کا مقصد ایمان لانا ہے اسی طرح تعظیم وتوقیر کرنا بھی ہے)

اوردوسرے مقام میں فرمایا: فالذین امنوا به و عزروه و نصروه و اتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون.

ترجمہ: پس جولوگ ایمان لائے ان پر یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تعظیم کی ان کی اور مدد دی ان کو اور پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہے ان کے ساتھ، یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔انتہیٰ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے نجات بھی ممکن نہیں کیونکہ اہل بلاغت جانتے ہیں کہ ترکیب "اولئک هم المفلحون "حصر کے لئے ہے، یعنی رستگاری اور نجات خاص انہیں لوگوں کو ہے جن میں یہ سب صفات موجود ہوں، اسی وجہ سے عظمت اور ہیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کے دلوں پر کچھ ایسی مستولی تھی کہ باوجود اس خلق عظیم کے جس سے جانی دشمن حلقہ بگوش اور وحشی صفت بیگانے مانوس ہوجاتے تھے اور باوجود اس کمال عشق ومحبت کے صحابہ آنکھ بھر کے چہرۂ مبارک کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔اور کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ کوئی بات یا مسئلہ بے تکلف پوچھ لے۔اجنبی جہاں دیدہ لوگ صحابہ کی تعظیم وتوقیر اور خدمت گزاری کو جب دیکھتے 'بلا تصنع آپس میں کہتے کہ اس قسم کی تعظیم نہ کسی بادشاہ کی ہوتی دیکھی نہ کسی اور کی۔انتہی ۔(ملخصا انوار احمدی،ص189/190)

ادب کی دولت 'ہر کس وناکس کو نصیب نہیں ہوتی

دین اسلام میں ادب کی نہایت اہمیت ہے،ادب کی دولت ہر کس وناکس کو

نصیب نہیں ہوتی ، یہ دولت عظمی انہی حضرات کے حصہ میں آتی ہے جن کے قلوب کواللہ تعالی تقوی کے لئے منتخب فرماتا ہے،ادب کی اہمیت وضروت،فوائد ومنافع اور برکات وثمرات بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

... کیسی عظمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان (صحابۂ کرام) کے دلوں میں تھی اورکس درجہ آداب کی رعایت رکھتے تھے۔ باوجود اس کے اگر کسی سے بمقتضائے بشریت یاسادگی سے کوئی ایسی حرکت ہوجاتی جس میں شائبہ بےادبی کا ہوتا ساتھ ہی کلام الہی میں تنبیہ اور زوجر توبیخ نازل ہوتی جس سے سب متنبہ اور ہوشیار ہوجاتے ، چنانچہ کسی صحابی نے بلند آواز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کچھ بات کہی۔غیرت الہی نے جوش کیااور یہ عتاب نازل ہوا۔

یا ایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لاتشعرون. ترجمہ: اے ایمان والو!اونچی نہ کرواپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پراورمت آواز بلند کروان پر بات کرنے میں جیسے بلند آواز کرتے ہو ایک دوسرے پرکہیں اکارت نہ ہوجائیں اعمال تمہارےاورتم کوخبر نہ ہو۔انتہیٰ ۔

جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نےقسم کھائی کہ اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی آہستہ بات کروں گا جیسے کوئی راز کی بات کہتا ہے اورحضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات اس قدر آہستہ کرتے تھے کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔(انواراحمدی،ص 211)

مقام غور ہے کہ صرف اتنی بے ادبی کہ بات کہنے میں آواز بلند ہو جائے! اس کی یہ سزا ٹھہرائی گئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے تمام اعمال اورعمر بھر کی جانفشانیاں

حبط اور اکارتھ ہو جائیں۔جن کے ایک عمل کے برابر ہماری ساری عمر کے اعمال نہیں ہوسکتے، چنانچہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص کوہِ احد کے برابر سونا خیرات کرے،تو صحابی کے ایک مُد بلکہ آدھی مد کے برابر نہیں ہوسکتا،جس کا وزن پاؤسیر سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔پھر اس سزا کو دیکھئے تو یہ وہ سزا ہے جو کافروں کے واسطے مقرر ہے۔چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: **اولئک حبطت اعمالھم و فی النـــار ھـم خـــالـدون**. ترجمہ: یہ(منکرین)وہ لوگ ہیں جن کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخمیں رہیں گے ۔(سورۃ التوبۃ: 17)۔(انوار احمدی،ص213/214)

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

اس آیت شریفہ(جس میں آواز بلند کرنے پر اعمال برباد کردئے جانے کی وعید ہے اس)میں ایک ادنیٰ سی بات کو ذکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پکار کے بات کرے اس کی تمام کی کرائی محنتیں اور سارے اعمال اکارت اور برباد ہوجائیں گے۔اب عاقل کو چاہئے کہ اس پر قیاس کرلے کہ جب ادنیٰ سی بےادبی اور گستاخی کا انجام یہ ہوتو اور گستاخیوں کا کیا حال ہوگا؟ یہاں اور ایک بات سمجھ رکھنا چاہئے کہ اتنی سی گستاخی کی جو اس قدر سخت سزا ٹھہرائی گئی ،اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی درخواست نہ تھی بلکہ منشا اس کا صرف غیرت الٰہی تھا کہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کسی قسم سے نہ ہونے پائے،اسی وجہ سے صحابہ ہمیشہ خائف وترساں رہتے تھے کہ کہیں ایسی کوئی حرکت صادر نہ ہوجس سے غیرت الٰہی جوش میں آجائے۔پھر جب حضرت اس عالم سے تشریف لے گئے تو کیا ہوسکتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت یا

غیرت کبریائی میں کوئی فرق آ گیا ہو!نعوذ بالله من ذلک .کوئی مسلمان اس کا قائل نہ ہوگا کیونکہ صفات الٰہیہ میں کسی قسم کا تغیر ممکن نہیں۔

پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ آیۂ موصوفہ **"ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون "** کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر اور باطن میں ایسا مؤدّب رہے جیسے صحابہ تھے اور یہ نہ سمجھے کہ صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ادب کی ضرورت تھی اب نہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ حامی ہے۔(انوار احمدی،215/216)

الحاصل بلند آواز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بات کرنے والوں کی وہ سزا ٹھہری جو مذکور ہوئی اور جو لوگ کمال ادب کے ساتھ دَبی آواز سے بات کیا کرتے تھے ان کی یہ سرفرازی ہوئی جو ارشاد ہوتا ہے:

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ و اجر عظیم.

ترجمہ: جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دبی آواز سے بولتے ہیں وہ وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے واسطے آزمایا ہے، انہی کے لئے مغفرت اور بخشش ہے اور بڑا ثواب ہے۔انتہیٰ۔

سبحان اللہ! کس قدر رحمت اور فضل الٰہی ادب کرنے والوں کے لئے موجزن ہے کہ اگر چہ گناہگار رہوں علاوہ مغفرت گناہ کے بہت بڑے ثواب کا وعدہ دیا جارہا ہے۔

اس آیت شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہوسکتا یہ دولت ان لوگوں کے حصہ میں رکھی ہے جن کے دل امتحان الٰہی میں پورے اترے اور جن میں کامل طور پر تقوی کی صلاحیت موجود ہے۔ (انوار

احمدی،ص216/217)

۞ تاوقت وصال فرض منصبی ادا کرتے رہے ۞

شیخ الاسلام نے اپنی مکمل حیات کو اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کردیا تھا رضائے خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تادم زیست انوار کتاب وسنت سے عالم کو روشن ومنور کرتے ہوئے اشاعت علوم اسلامیہ کا فریضہ انجام دیتے رہے، یہاں تک کہ وصل خداوندی کا پیغام اجل آپہنچا، چنانچہ بعد مغرب ادھر ہلال ر جمادی الثانیہ ۱۳۳۶ھ افق پر نمودار ہوا اُدھر یہ آفتاب علم وکمال کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اہل دنیا کی نظروں سے غائب ہوکر رفیق اعلیٰ سے جاملا،اور آپ کا مزار اقدس اور علمی آثر خلق خدا کے لئے مرکزعلم وعرفان ورشد فیضان بنے ہوئے ہیں۔

در سے انوار کے ہم نے پائی جلا تاقیامت رہے فیض کا سلسلہ
دے خدایا اُنہیں اس کا بہتر صلہ مسلک اہل سنت پہ سب کو چلا
عشقِ سرکار ہی روح ایمان ہے
اہل سنت کی بس یہی پہچان ہے
عالموں عارفوں کے ہیں وہ مقتدا فیض پاتے ہیں سب جن سے شاہ وگدا
ان کی مرقد پہ ہو رب کی رحمت سدا ہو عطا اس ضیاؔء کو بھی نورِہدیٰ
قافلہ علم کا جاری ہر آن ہے
جامعہ کا' خدا خود نگہبان ہے
(از:مؤلف)

۞ شاہ وقت میر عثمان علی خان کا خراج عقیدت ۞

اعلی حضرت میر عثمان علی خان آصف جاہ ہفتم نے شیخ الاسلام کے علمی ادبی، اصلاحی اور تجدیدی کارہائے نمایاں کی قدر دانی کرتے ہوئے آپ کی عبقری شخصیت کو یوں خراج تحسین وعقیدت پیش کیا۔

بانی مکتب کی عثماںؔ یاد بھی آتی رہے نغمے بھی اس ذات کے صبح ومسا گاتی رہے

برسر قبر مطہر کہتا ہے سارا جہاں آمدِ فصل بہاری پھول برساتی رہے

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے کتاب وسنت کی روشنی میں جو تعلیمات حقہ دی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر کاربند رہنے اوران کی نشرواشاعت کی توفیق عطافرمائے، امت مسلمہ کو آپ کے فیضان سے مستفیض اورآپ کے انوار سے مستنیر فرمائے!

آمِیْـن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیہ وَعَلَی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ والْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.



منقبت بحضور شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ

اک اشارہ پہ سب کچھ فدا کردیا اپنے آقا کا منشا وفا کردیا

علم کے سارے بابوں کو وا کردیا اک حسیں جامعہ کی بِنا کردیا

جامعہ مرکز ِعلم وعرفان ہے

عشق کا اک مہکتا گلستان ہے

قربِ مولا کی راہوں کو سر کردیا عشق میں زندگی کو بسر کردیا
جہل کی ظلمتوں کو سحر کردیا اس دکن کو مدینہ نگر کردیا

خوشہ چیں آپ کے میر عثمان ہے
آپ کا پوری ملت پہ احسان ہے

آپ پر اپنے رب کا کرم بے کراں آپ کرتے رہے راز حق کے بیاں
آپ سے ہیں رواں علم کی ندیاں جن کی نہریں ہیں جاری نہاں اورعیاں

ہر طرف علم کی اک نئی شان ہے
بانئ جامعہ کا یہ فیضان ہے

در سے انوار کے ہم نے پائی جلا تاقیامت رہے فیض کا سلسلہ
دے خدایا اُنہیں اس کا بہتر صلہ مسلک اہل سنت پہ سب کو چلا

عشقِ سرکار ہی روح ایمان ہے
اہل سنت کی بس یہی پہچان ہے

عالموں عارفوں کے ہیں وہ مقتدا فیض پاتے ہیں سب جن سے شاہ وگدا
ان کی مرقد پہ ہو رب کی رحمت سدا ہو عطا اس ضیاؔء کو بھی نورِہدیٰ

قافلہ علم کا جاری ہر آن ہے
جامعہ کا خدا خود نگہبان ہے

(از:مؤلف)

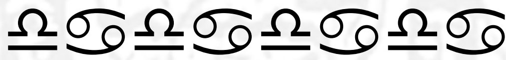
منقبت بحضور شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ

علم وحکمت عشق وعرفاں کی ضیاء انوار ہیں سنیت کا اس دکن میں ارتقاء انوار ہیں

جامعہ حکم نبی سے آپ نے قائم کیا بارگاہ مصطفیٰ سے رابطہ انوار ہیں
بدعقیدہ بے عمل پائے ہدایت آپ سے دین حق رشد و ہدایت کا پتہ انوار ہیں
جب بھی باطل سر اٹھایا آپ نے پسپا کیا پُرفتن ادوار میں حق کی نوا انوار ہیں
اہل سنت کے عقائد کا تحفظ کردیا مملکت میں علم کی' فرماں روا انوار ہیں
تا ابد قائم رہیں گے آپ کے چھوڑے نقوش مصطفیٰ کے فیض کا اک سلسلہ انوار ہیں
سالکوں کے رہنما اور عارفوں کے بادشاہ کاملوں کے مقتدی و پیشوا انوار ہیں
آصفیہ اور معارف آپ کی ہیں یادگار کتنے اک دینی آثر کی بناء انوار ہیں
اہل علم اور صوفیہ بھی آپ کے شاگرد ہوئے بادشاہانِ زماں کے مقتدیٰ انوار ہیں
غم کے بادل چھٹ گئے سب آپ کی تسکین سے دردمند و غمزدہ کا مدعا انوار ہیں

آپ کے در سے ملی ہے اس ضیاؔء کو روشنی
روشنی در روشنی کا اک دیا انوار ہیں

(از: مؤلف)



ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر پر ایک طائرانہ نظر

یہ گلوبلائزیشن کا دور ہے، آج دنیا ایک چھوٹے قصبہ کی شکل اختیار کرگئی ہے، انٹرنٹ ایک وسیع جال کی طرح ساری دنیا کو گھیرا ہوا ہے، لمحہ بھر میں ایک بات ساری دنیا میں پہنچائی جاتی ہے، ابلاغ وترسیل کے ذرائع جس قدر وسیع اور عام ہوتے جارہے ہیں اسی طرح معاشرہ میں بے حیائی پھیلتی جارہی ہے، ان وسائل کے غلط استعمال کے سبب نئی نسل تباہ ہورہی ہے، اسلام دشمن طاقتیں ان ذرائع ووسائل کے ذریعہ اسلام کی تصویر کو

بگاڑ کر پیش کررہے ہیں، کبھی قوانین اسلام پر رکیک حملے کئے جارہے ہیں تو کبھی شعائر اسلام کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے، کہیں احکام اسلام کا استہزا کیا جارہا ہے تو کہیں قرآنی آیات پر اعتراضات کئے جارہے ہیں، ایسے نازک وقت عقائد اسلامیہ کے تحفظ' قوانین اسلام کی پاسبانی اوراحکام شرعیہ کی پاسداری کے لئے ،فواحش ومنکرات کا سد باب کرنے اوراعمال صالحہ واخلاق عالیہ کو عام کرنے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ انہی ذرائع ووسائل کا استعمال کرکے عالمی پیمانہ پرحقائق کوواضح کیا جائے اوراسلام کی حقیقی تصویرکو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ قوم مسلم حق کی سربلندی کے لئے تیار ہوجائے اور باطل سے ہمیشہ کے لئے بیزار ہوجائے۔

انہی اغراض ومقاصد کے تحت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر 18 ذی الحجہ 1428ھ م 29 ڈسمبر 2007ء بروز ہفتہ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہم شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے قائم فرمایا، جس کا رجسٹریشن نمبر:501/2008 ہے۔

الحمد للہ! حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ جانشین حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ تاحیات ریسرچ سنٹر کی سرپرستی فرماتے رہے، مفکر اسلام مولانا مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ اس کے سرپرست اعلی ہیں۔

مولانا ڈاکٹر حافظ شیخ احمد محی الدین شرفی صاحب بانی وناظم دارالعلوم النعمانیہ وخانقاہ روضۃ الحفاظ مشیر اعلی ہیں مجلس مشاورت میں معزز علماء ومکرم مشائخ ودانشورانِ قوم وملت شامل ہیں۔

ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام اسلامی کتب کی طباعت اور سلگتے موضوعات پر خطابات کی سی ڈیز کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔عقائد وکلام' تذکرہ وسیر'فقہیات' جدید تحقیقات' اخلاقیات' تعلیمات' ادبیات اور خطبات پر مشتمل تحقیقی کتابیں اردو اور انگلش زبان میں موجود ہیں، نیز تلگوزبان میں بھی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔

مفتی صاحب کے لکچرس کی سی ڈیز کی ہر ہفتہ نئی اشاعت ہوتی ہے اور عبادات ومعاملات اور معاشرت کے (200) سے زائد سلگتے موضوعات پر سی ڈیز دستیاب ہیں، مفتی صاحب کے ہفتہ واری لکچرس ویب سائٹ پر راست ٹیلی کاسٹ کئے جارہے ہیں جو ساری دنیا کے لئے استفادہ کا باعث ہے۔

سنٹر کی جانب سے چالیس سے زائد مقامات پر دعوت وارشاد کا گرانقدر کام جاری ہے، ان محافل میں عنوان واری لکچرس کے علاوہ درس قرآن کریم' درس صحیح بخاری اور درس فقہ سے سینکڑوں افراد استفادہ کررہے ہیں۔

مفتی صاحب کے شائع ہونے والے مضامین وکتب' خطابات وفتاوی کے ویڈیو کلپس سے حیدرآباد اور اطراف واکناف کے مسلمان خوب استفادہ کررہے ہیں، نیز ملک کی دیگر ریاستوں سے بھی مطبوعہ کتب اور ویڈیو سی ڈیز کی مانگ روز بروز بڑھتی جارہی ہے، اس کے علاوہ استفادہ کرنے والوں میں لاکھوں کی تعداد وہ ہے جو انٹرنٹ پر آن لائن استفادہ کررہی ہے۔

فیس بک'یوٹیوب اور گوگل ویڈیو اور دیگر ویب سائٹس پر وقت کی مناسبت سے مضامین اور کتابوں کے اقتباسات بھی اپلوڈ کئے جاتے ہیں، جن سے متعدد ممالک کے افراد غیر معمولی تعداد میں استفادہ کرتے ہیں اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں۔

سنٹر کی جانب سے ہر سال موسم گرما کی تعطیلات کے موقع پر قلیل مدتی کورس کا اہتمام رہا کرتا ہے، ونیز اسپوکن عربک کلاس بھی نظم ہے، جس میں روزانہ دینی طلبہ کے علاوہ اسکول وکالج کے اسٹوڈنٹس اور ملازمین وتجارت پیشہ افراد تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

مفتی صاحب نے عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر ریسرچ سنٹر نے اسلامی ویب سائٹ www.ziaislamic.com بزبان اردو وانگریزی لانچ کی ہے جو درج ذیل اہم امور پر مشتمل ہے: ★ عقائد' عبادات' معاملات' معاشرت واخلاق سے متعلق کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل فتاوی ★ تذکرہ اہل بیت اطہار وصحابہ کرام ★ ائمہ دین وصالحین امت کی حیات عقائد وتعلیمات ★فکری واعتقادی اور اصلاحی عنوانات پر تحقیقی کتب ★فقہی موضوعات پر فکرانگیز علمی مقالات ★ دور حاضر کے سلگتے مسائل پر علمی مضامین ★عصری وسائنسی مسائل کا شرعی حل ★ پرمغز مواد سے مزین اصلاحی وتربیتی ویڈیو، آڈیو خطابات وغیرہ ★حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات اور آپ کی شخصیت' حیات وخدمات عقائد وتعلیمات سے متعلق مضامین اور علماء جامعہ نظامیہ کی تصنیفات ونگارشات کے لئے ایک مستقل پیج بنام " گلستان حضرت شیخ الاسلام " بنایا گیا۔ ★ایک مستقل حصہ دبستان حضرت محدث دکن کے نام سے مختص ہے جس میں حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ کی گرانقدر تصنیفات وتالیفات، اور ملفوظات عالیہ شامل ہیں۔

ماہ رمضان المبارک کے موقع پر ایک خصوصی صفحہ بنام رمضان اسپیشل لانچ کیا جاتا ہے جو فضائل رمضان سے متعلق احادیث شریفہ' روزہ کے مسائل' تراویح کے مسائل'

اعتکاف کے مسائل، شب قدر، فضائل، احکام اور دعائیں نماز عید کے مسائل واحکام اور صدقۂ فطر کے احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔ ★ حج کے موقع پر حج وعمرہ اور زیارت طیبہ کے مسائل واحکام، فضائل وآداب، فتاویٰ ومضامین پر مشتمل ایک خصوصی صفحہ "حج اسپیشل" لانچ کیا جاتا ہے۔ ★خواتین کے لئے مسائل واحکام سے واقفیت اور ان کی دینی رہنمائی کے حوالہ سے ایک سیکشن "انجمن خواتین" نام سے مختص کیا گیا۔ بحمدہ تعالیٰ ریسرچ سنٹر کے زیراہتمام درج ذیل شعبہ جات سرگرم عمل ہے: ☆ شعبۂ تحقیق وریسرچ ☆ شعبۂ تعلیم وتدریس ☆ شعبۂ فقہ وافتاء ☆ دارالترجمہ ☆ دارالخطابہ ☆ شعبۂ دعوت وارشاد ☆ شعبۂ نشر واشاعت ☆ کمپوزنگ سنٹر

بفضلہٖ تعالی اس ویب سائٹ سے برصغیر کے علاوہ سعودی عربیہ' UAE 'قطر' عمان' ایران' امریکہ' آسٹریلیا' اسپین' برازل' تھائی لینڈ' نیوزی لینڈ' آئر لینڈ' نیدرلینڈ' کینڈا' کویت' اٹلی' بنگلہ دیش' UK' ارپا' جاپان' سویڈن' ملیشیا' ماریشس' رشیا' ڈومینیکن' ری پبلک' ساؤتھ آفریقہ' موروکو' مولدووا' جرمنی' برمودا' سیشل' چیک ری پبلک' چین' فرانس' لبنان' فن لینڈ' ارجنٹینا' سیریا' کولمبیا' سلوؤک' ڈنمارک' ناروے' گریس' اسرائیل' ترکی' موزمبیک' بلجیم' سن مارینو' ہنگیری اور دنیا کے مختلف ممالک سے روزانہ ہزاروں افراد استفادہ کررہے ہیں۔

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر نے اشاعت علم کیلئے متعدد ریاستوں اور ان کے اضلاع میں برانچس کا قیام عمل میں لایا ہے، جیسے ریاست آندھراپردیش کے اضلاع نظام آباد، بودھن، یمگنور، کرنول، ادونی، ریاست مہاراشٹرا کے شہر پوناوغیرہ۔ جہاں روزانہ وہفتہ واری، دینی وقومی اور ملی بیداری کا عمل جاری ہے، روزانہ گھنٹہ دوگھنٹہ حسب سہولت عامۃ المسلمین بطور خاص نوجوان ان مراکز پر جمع ہوکر مفتی صاحب بانی سنٹر کے

دروس وخطابات سے بذریعہ الکٹرانک میڈیا استفادہ کررہے ہیں۔

انشاء اللہ عنقریب دیگر ریاستوں میں سنٹر کے برانچس کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

اللہ تعالی ریسرچ سنٹر کی ان سرگرمیوں میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطافرمائے اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل قبولیت سے سرفراز مائے اور تمام مخلصین ومعاوین کواجر جزیل اورثواب کثیر مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین۔

جاری کردہ: شعبہ نشر واشاعت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

